



الحمد لله

قبور مسلمانان کی تکریم و توقیر اور وہاں پر منکین کی تعذیب و تعزیر میں یہ مبارک سال سے بنام تاریخی  
اہلک الوہابین علی توہین قبور المسلمین

جس میں تحقیق مسلمین تحریرینہ جناب لٹنا مولوی محمد عمر الدین صاحب قادری برکاتی فاضل ہزارہ کی تصدیق و توثیق اور خیالات باطلہ خبیثہ جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی تجہیل و تحقیر ہے

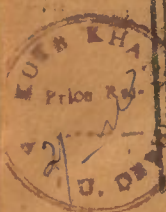
مع سالہ مختصرہ سے بنام تاریخی  
سئل الا فی حکم الذبح للاولیاء

جس میں تحقیق مسلمہ ذبیحہ اور وہاں پر یہ کار و خیالات قبیحہ ہے ہر دو از کلام عرش اٹھنا مہجد  
ماتہ حاضرہ صاحب حجت قاہرہ عالم اہلسنت و جماعت جناب مولانا مولوی محمد رضا خاں  
قادری برکاتی تبراوی ضعیف اللہ تعالیٰ عنہ

باہتمام

مولوی حاجی محمد حسین رضا خاں صاحب

کتاب خانہ مولانا ابوالحسن علی Nadwi



قیمت ۱۰۰

مکتبہ مولانا ابوالحسن علی Nadwi

بار پنجم ۱۰۰ جلد



# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## سَوَال

علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں ایک گورستان (اہلسنت) قدیم کی قبروں کو عداً اکھود کر اپنے رہنے کے مکان بنانا موافق مذہبِ حنفی کے جائز ہے یا نہیں اور ایسا کرنے میں اہل قبور کی توہین و اہانت ہوگی یا نہیں بتواتر جواب۔

## الجواب منہ الہدایۃ الی الحق والصواب

جاننا چاہیے کہ انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و عامۃ مومنین اہلسنت کے ساتھ جو قلبی عداوت فرقتِ نجدیہ و ہابسیہ کو ہے ایسی اور کسی فرقتِ مبتدعہ کو نہیں ہے اسی وجہ سے اس فرقتِ محدثہ کے اکابر بلا عنہ کی کفایتِ باطلیل اہانتِ مجویانِ خدا بھری پڑی ہیں جس کا جی چاہے وہ ملا نجدی و ملا امجدی و ملا صہیل دہلوی و ملا صدیق حسن بھوپالی و ملا نذر علی و ملا رشید گنگوہی وغیرہ کی تالیفات باطلہ اٹھا کر دیکھ لیں کہ قسم قسم کی اہانتوں سے پر ہیں منجراں کے ایک اہل بیت اور انبیاء و شہداء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا منہم و نابود و نابود کرنا اس فرقت کا شعار ہو گیا ہے علامہ احمد بن علی بصری فصل الخطاب فی رد ضلالا ابن عبد الوہاب میں فرماتے ہیں منہا انہ صرحا انہ یقول نواقذ ربعلی حجۃ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لہد منها یعنی میں اگر قدرت پاؤں تو روضہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ٹوڑ دوں اور بھی علامہ بصری دوسرے مقام میں لکھتے ہیں اقول لہذا یجوز شہد اء الصحابۃ الذکورین لاجل البناء علی قبورہم ضلالۃ ای ضلالۃ انتھی مختصر یعنی نجدی کا شہداء صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبور کو ان پر بنا کے باعث توڑ دنا بہت بڑی ضلالت اور گمراہی اس نجدی کی ہے اور بھی علامہ مذکورہ سے مقام میں لکھتے ہیں قال بعضہم ولو کان المین علیہ

شیخ نجدی نے روضہ اقدس کوڑھلنے کا اراد کیا تھا



مشہور بالعلم والصلاح او کان صحابیا وکان المبنی علیہ قبة وكان البناء علی قدر قبورہ  
 فقط ینبغی ان لا یهدم الحرمۃ بنسبہ وان اندرس اذا علمت هذا فہذا البناء علی قبورہ  
 لاعا الشہداء من الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم لا یخلوا ما ینکون واجبا وواجبا لا یغیر کرامۃ  
 وعلی کل فلا یهدم علی الیہدم الارجل مبتدع ضال لا ینتذر امہ انتھاک حرمتہ اصحاب رسولہ  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الواجب علی کل مسلم محبتہم ومن محبتہم وجوب توفیرہم وای  
 توفیرہم عند من ہدم قبورہم حتی یدات ابد النہم والقانہم کما ذکر بعض علماء نجد فی السور  
 (اسلہ الی) انتھی مختصرا یعنی نجدی نے جو شہداء صحابہ کرام کے قبور کو توڑ ڈالا ہے جس سے ان کے ابد ان  
 اور کفن ظاہر ہو گئے تو اس سے وہ بہت بڑا بدعتی کماہ ہو گیا کہ اس سے ان کی اہانت ہو گئی ہے ان ملا  
 کا انبیا واولیا علیہ السلام کے قبور کو جو ٹوڑنا اور منہدم کرنا شاعر ہو گیا ہے تو باعث اس کا یہ ہے کہ ان  
 بدعتوں کے نزدیک ظاہری موت کے بعد یہ بالکل یحییٰ نے شعور ہو جاتے ہیں اور مر کر معاذ اللہ مٹی  
 میں بجاتے ہیں ملا اسمعیل دہلوی تفویض الایمان کے صفحہ ۶۰ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم کی شان اعلیٰ وارض میں بکتا ہے کہ (میں بھی ایک دن مر مٹی میں ملنے والا ہوں)  
 جب سید المرسلین علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت ان ملائمہ کا ایسا ناپاک خیال ہے اور ان کے  
 روضہ اطہر اور شہداء و صحابہ کرام علیہم الرضوان کے قبور کو منہدم کرنے کا بیہودہ خیال ہے تو باقی امت  
 عامہ مومنین صحابین کی نسبت کیا پوچھنا چاہیے۔ جب قبور مومنین بلکہ انبیا واولیا علیہم الصلاۃ

۱۰ سابقا علامہ بصری علیہ الرحمہ کے قول میں گزرا کہ نجدی نے جب قبور شہداء و صحابہ کرام علیہم الرضوان کو شہید کیا  
 تو ان میں ان کے کفن اور بدن شریف سب سلامت تھے اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو مدفن ہو چھینا بارہ سو  
 سال گزر چکے تھے پس ہزار ٹف ہے ملا اسمعیل لہذا اس کے مقلدین وہابیہ روسیہ پر کہ ان کا ایسا ناپاک عقیدہ  
 ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس واطہر کے ساتھ جو مسلمان کی شان کے بالکل خلاف ہے  
 اللہ تعالیٰ اہلسنت کو ان کی صحبت بد سے بچائے آمین آمین ۱۲ منہ عنی عنہ

فہذا شیخ نجدی نے شہداء و صحابہ کرام کے مزار کو توڑ ڈالنے کا

وہابیہ روسیہ کے نزدیک انبیا واولیا علیہم الصلاۃ معاذ اللہ منہما مر مٹی ہو گئے ہیں

سنت اقدیم  
 وروایا کرتے

مذہب

کا براہ

ملا اسمعیل

کو دیکھ کر

کام نہند

ضلالا

اللہ تعالیٰ

سب سے

بہتر

الصحابہ

کرام

ہی

علیہ



فہمہنت کے نزدیک انبیا و شہدا و اولیا اپنے ابدان مع کفان سے زندہ ہیں

و السلام جمعین کا توڑنا اور منہدم کرنا شعار تجدید و ہابہ ہو تو کسی کو جائز نہیں کہ وہ صورت سنو لہ  
 میں قبور مومنین اہلسنت کو توڑ کر بلکہ ان کو کھود کر ان پر اپنی رہائش و آسائش کے مکان بنا کر ان میں  
 لذت دنیا میں مشغول و منہمک ہو جو قطعاً و یقیناً اصحاب قبور کو ایذا دینا اور ان کی اہانت اور توہین  
 کرنا ہی جو کسی طرح جائز نہیں کہ اہلسنت کے نزدیک انبیا و شہدا و اولیا علیہم التحیۃ و الثناء اپنے ابدان  
 شریفیہ سے زندیان بلکہ انبیا علیہ السلام کے ابدان لطیفہ زمین پر حرام کیے گئے ہیں کہ وہ انکو کھاوے  
 اسی طرح شہدا و اولیا علیہم الرحمۃ و الثناء کے ابدان و کفن بھی قبور میں صحیح و سلامت رہتے ہیں وہ  
 حضرات روزی و رزق دینے جاتے ہیں علامہ سبکی علیہ الرحمۃ شفا السقام میں لکھتے ہیں حیۃ  
 الشہداء اءامل و اعلى فہذا النوع من الحیۃ و الرزق لا یحصل لمن لیس فی رتبہم و  
 اصحابیۃ الا انبیاء اعلى و ائمل و القوم الجمیع لا ینال الروح و الجسد علی الدوام علی ما کان  
 فی الدنیا و قاضی ثنایا اللہ صاحب پانی ہتی تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں اولیا کفۃ اند  
 ارواحا اجسادنا یعنی ارواح ایشان کا اجساد صحیح کفۃ و گاہے اجساد از غایت لطافت  
 برنگاہ ارواح می برآید میگویند کہ رسول خدا اسبابہ بنو دہلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارواح ایشان  
 از زمین و آسمان و بہشت ہر جاکہ خواہند پیر و نذر و بسبب ہمیں حیات اجساد انہار اور قبر  
 خاک نمی خورد بلکہ کفن ہم میماند ابن ابی الدنیا از مالک روایت نمود ارواح مومنین ہر جاکہ  
 خواہد سیر کنند و از مومنین کا طین اند یعنی تعالیٰ اجساد ایشان را قوت ارواح میدہد کہ در  
 قبور نماز میخوانند و ذکر می کنند و قرآن میخوانند اہ شیخ الہند محدث دہلوی علیہ الرحمۃ  
 شیخ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں اولیاء خدا نقل کردہ مشہدند ازین دار فانی بدار بقا و زندہ  
 اند نزد پروردگار خود و مرزوق اند و خوشحال اند و مردم را الزال شعور نیست الخ اور علامہ  
 علی قاری شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں لا خوف لہم فی الخالین و لذا اقبل اولیاء اللہ لا  
 یموتون و لکن ینقلبون من داد الی داد الخ اولیائی دونوں حالت حیات و ممات میں  
 اصلا فرق نہیں اسی لیے کہا گیا کہ وہ مرے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے میں تشریف



بجاتے ہیں علاجلال الدین بوعلی علیہ الرحمہ نے شرح صدر میں اولیا کرام علیہم الرضوان کی جیسا  
 بعد ازاں کے متعلق چند روایات مستندہ لکھتے ہیں جو یہاں نقل کیے جاتے ہیں امام عارف باللہ  
 استاد ابو القاسم قشیری قدس سرہ اپنے رسالہ میں بسند خود حضرت ابی شہرہ سیدنا  
 ابوسعید خدری از قدس اللہ سرہ المتناہ سے راوی کہ میں مکہ معظمہ میں نقاباب بنی شیبہ پر ایک جوان  
 مردہ پڑا پایا جب میں نے اُس کی طرف نظر کی مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہا یا ابوسعید اما عدلت  
 ان الاحباء اجبا و ان ما توادوا نایقبلون من دار الی دار اے ابوسعید کیا تم نہیں جانتے کہ  
 اللہ کے پیارے زندہ ہیں اگر چہ مر جائیں وہ تو یہی ایک گھر سے دوسرے گھر میں ہلکے جاتے ہیں  
 وہی عالیجناب حضرت سیدی ابوعلی قدس سرہ سے راوی میں نے ایک فقیر کو قبر میں اتارا جب  
 لکھن کھولا اُن کا سر خاک پر رکھ دیا کہ اللہ اُن کی غربت پر رحم کرے فقیر نے آنکھیں کھول دیں اور  
 مجھ سے فرمایا یا اباعلی ذل اللنی بین یدی من یدی اللنی اے ابوعلی تم مجھے اُس کے سامنے ذلیل کرتے  
 ہو جو میرے ناز اٹھاتا ہو میں نے عرض کی اے سرور میرے کیا موت کے بعد زندگی فرمایا جی انا  
 وکل عیب لا یضرک بجا ہی غذا میں زندہ ہوں اور خدا کا ہر پیار از زندہ ہی بیشک وہ وجا  
 وہ عزت جو مجھے روز قیامت ملے گی اُس سے میں تیری مدد کرونگا وہی جناب سقراط حضرت  
 ابرہہ بن شیبان قدس سرہ سے راوی میرا ایک مرید جوان مر گیا مجھے سخت صدمہ ہوا نہلانے  
 بیٹھا گھبراہٹ میں بائیں طرف ابتدا کی جوان نے وہ کروٹ ہٹا کر اپنی دہنی کروٹ میری  
 طرف کی میں نے کہا جان پد تو سچا ہی مجھی سے غلطی ہوئی وہی امام حضرت ابو یعقوب  
 سوسی نہر جویری قدس سرہ سے راوی میں نے ایک مرید کو نہلانے کے لیے تختہ پر لٹایا اُس نے  
 میرا گٹھا کپڑا لیا میں نے کہا جان پد میں جانتا ہوں کہ تو مردہ نہیں یہ تو صرف مکان بدلنا ہے  
 لے میرا ہاتھ چھوڑو ہے جناب ممدوح انھیں عارف موصوف سے راوی مکہ معظمہ میں ایک مرید نے  
 مجھ سے کہا پد مرشد میں کل ظہر کے وقت مر جاؤنگا حضرت ایک اشرفی لیس آدھی میں میرا دفن آدھی  
 میں لکھن کریں جب دوسرا دن ہوا اور ظہر کا وقت آیا مرید مذکور نے آکر طواف کیا پھر کہنے سے

دستار عالیہ کرام  
 جو مصل

وہ صورت مسو  
 کان بنا کر ان میں  
 امانت اور تائب  
 الشنا اپنے اہل  
 کہ وہ انکو کھاد  
 ت رستے ہیں وہ  
 لکھتے ہیں جی  
 رتبہ نہرو  
 علی ماکان  
 لیا لکھتے اند  
 بیت لطف  
 و اح الیسا  
 انار اور  
 ان ہر جا  
 ہر ہر در  
 لرحمہ  
 بقا و زندہ  
 ر علامہ  
 لکھ کا  
 ت میں  
 عین



دو نامناسب افعال کرنے سے اموات سلسلہ میں کو ایذا ہوتی ہے

ہٹ کر لیٹا تو روح نہ جنتی میں لے قبر میں اتار آئیں کھولیں میں نے کہا کیا موت کے بعد زندگی کہا انہی وکل عجب اللہ ہی میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر دوست زندہ ہے اور بعض عامہ منین اور یقیناً موات کے ابدان کو سلا نہ رہتے ہوں تاہم ان کی قبور پر بیٹھنے بلکہ ان پر تکیہ لگانے اور قبرستان میں جھولنے کی آواز کرنے سے ان کو ایذا ہوتی ہے اجماعاً و بیہت صحیح ہے یہ امر ثابت بلا ریب ہے حاکم و طبرانی عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا فرمایا صاحب القبر انزل من القبر لا تؤذی صاحب القبر ولا یؤذ او قبر والے قبر سے اتر آئے تو صاحب قبر کو ایذا دے نہ وہ مجھے - سعید بن منصور اپنی سنن میں راوی کسی نے حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ پوچھا فرمایا کیا کہ اذی المؤمن فی حیاتیہ فانی الکرہ اذا اذ بعد موتہ مجھے جس طرح مسلمان زندہ کی ایذا ناپسند ہے یوں ہی مردہ کی امام احمد علیہ الرحمہ بسند حسن انھیں حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سے یہ علم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر سے تکیہ لگائے دیکھا فرمایا لا تؤذ صاحب هذا القبر اس قبر والے کو ایذا نہ دے یا فرمایا لا تؤذہ اسے تکلیف نہ پہنچا اس ایذا کا تجربہ بھی تابعین عظام اور دوسرے علمائے کرام نے جو صاحب بصیرت تھے کر لیا ہے ابن ابی الدنیا ابو قتلابہ بصری سے راوی میں ملاقات سے بھرہ کو جانا تھا رات کو خندق میں اتر اوضو کیا دو رکعت نماز پڑھی پھر ایک قبر پر سر رکھ کے سو گیا جب جاگا تو صاحب قبر کو دیکھا کچھ سے گلہ کرتا ہے اور کہتا ہے لقد اذینتی عند البیلة اس شخص تو نے مجھے رات بھر ایذا دی امام بیہقی و لائل البتوہ میں اور ابن ابی الدنیا حضرت ابو عثمان نہدی سے وہ ابن یمننا تابعی سے راوی میں منقرے میں گیا دو رکعت پڑھ کر لیٹ رہا خدا کی قسم میں غب جاگ رہا تھا کہ سنا کوئی شخص قبر میں سے کہتا ہے کہ فف اذینتی اٹھ کہ تو نے مجھے اذیت دی حافظ ابن مندہ امام قاسم بن مجیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے راوی اگر میں تپائی بھال پر پاؤں رکھوں کہ میرے قدم سے پار ہو جائے تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے



اس سے کسی قبر پر پاؤں رکھوں پھر فرمایا ایک شخص نے قبر پر پاؤں رکھا جاگنے میں سنا  
 الیک عنی یا رجل ولا تؤذنی اے شخص الگ ہٹ مجھے ایذا نہ دے اور علامہ شہر بن بلالی  
 مراقی الفلاح میں لکھتے ہیں اخیر فی شیخی العلامۃ محمد بن احمد الحموی الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ  
 بانہم یتأذون تخفق النعال مجھے میرے استاد و علامہ محمد بن احمد حنفی نے خبر دی کہ جو تے کی  
 پچل سے مروے کو ایذا ہوتی ہے اسی واسطے ہمارے فقہائے کرام اخاف علیہ الرحمۃ فرماتے  
 ہیں کہ قبر پر رہنے کا مکان بنانا یا قبر پر بیٹھنا یا سونایا اُس پر یا اُس کے نزدیک بول دہرازا  
 کرنا یہ سب امور اشد مکروہ قریب بحرام ہیں فتاویٰ سے ملگیری میں ہے ویکرہ ان بنی علی القبر  
 او یقعوا وینام او یطأ علیہ او یقینض حاجۃ الانسان من بول او غائط الخ علامہ شامی اُس کی دلیل  
 میں حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں لان المیت یتأذی بما یتأذی بہ الحی یعنی اس لیے کہ جس سے  
 زندوں کو اذیت ہوتی ہے اُس سے مروے بھی ایذا پاتے ہیں بلکہ ویلی نے ام المؤمنین حضرت  
 صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کلیہ کی تصریح روایت کی کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 نے فرمایا المیت یؤذیہ فی قبرہ ما یؤذیہ فی بینہ میت کو جس بات سے گھر میں ایذا ہوتی ہے  
 قبر میں بھی اُس سے اذیت پاتا ہے ابن ابی شیبہ اپنی مصنف میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ سے راوی اذ المؤمن فی مونتہ کذا ذاکہ فی حیاتہ مسلمان کو بعد موت ایذا دینی ایسی ہے  
 جیسے زندگی میں اُسے تکلیف پہنچائی اور اظہر من الشمس ہے کہ قبور کو کھود کر اُن پر رہنے کا مکان بنایا تو  
 اُس میں یہ سب امور موجود ہیں جس سے یقیناً اہل قبور کی توہین ہوتی ہے اور اُن کو ایذا دینا  
 ہے جو ہرگز ہرگز ہمارے حنفی مذہب میں جائز نہیں ہے اگر کوئی معتزض کہے کہ شرح کنز  
 میں علامہ زبیلی لکھتے ہیں ولو بلی المیت وصادقاً باجازہ دفن قبرہ فی قبرہ  
 وذرعہ و البنا علیہ توجواب اس کا اولاً یہ ہے کہ یہ قول علامہ زبیلی کا احادیث  
 مذکورہ اور روایات مسطورہ کے معارض ہے لہذا قابل قبول نہیں ہے اور  
 ثانیاً یہ کہ علامہ شہر بن بلالی نے امداد الفتح میں علامہ زبیلی کے اس قول کو



رودک دیا ہے وہ ساری روایات معارضہ سے پس قابل تعمیل نہیں قال فی الامداد وینجا  
 ما فی التارخانیة اذا صار المیت ترابا فی القبر لیکرہ دفن غیرہ فی قبورہ لان الحرمۃ باقیۃ  
 الخ یعنی جب قبر میں میت گل کرٹی بھی ہو جائے تب بھی اُس کی قبر میں غیر کو دفن کرنا مکروہ ہے  
 کہ اُس کی تعظیم اور حرمت کے خلاف ہے کہ اُس میت کی تعظیم اور حرمت اب بھی باقی ہے  
 اور مؤید ہے اس کی وہ جو علامہ نابلسی علیہ الرحمۃ نے حدیقہ ندیہ شرح طریقیۃ  
 محمدیہ میں لکھا ہے معاذ ان الادراد وراح لعلہ بترک اقامۃ الحرمۃ والا ستحانۃ فتادی  
 بذلک یعنی قبر پر تکیہ لگانے سے جو اہل قبور کو تکلیف ہوتی ہے اُس کے یہ معنی ہیں کہ  
 روحمیں جان یعنی ہیں کہ اُس نے ہماری تعظیم میں قصور کیا لہذا ایذا پاتے ہیں اور  
 علامہ شیخ الحدادی علیہ الرحمۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں شاید کہ مراد آنست کہ روح

وے ناخوش میدان دور یعنی نیست بہ تکیہ کر دن بر قبر وے از جهت نقصان اہانت  
 واستخفاف را بوسے جب قبر پر تکیہ لگانے سے اہل قبور کی اہانت اور اُن کی توہین  
 اور اُن کی ترک تعظیم ہوتی ہے تو اُس پر کھینتی کرنے سے اور اُس پر مکان بنانے  
 سے تو بطریق اولے اُن کی توہین ہوگی اور ثالثاً یہ کہ ہم میان معترض بخدی شعار  
 سے پوچھتے ہیں کہ تجھ کو کیسے معلوم ہوا کہ میت بالکل مٹی ہو گیا ہے اور اس کی ہڈی  
 بھی باقی نہیں رہی ہے اس واسطے کہ ابھی تک قبر کھودی نہیں گئی ہے اور نہ میت  
 کے مٹی ہونے کا قرآن اور حدیث میں کوئی وقت مقرر ہوا ہے کہ اتنی مدت کے بعد  
 میت کی ہڈیاں بھی مٹی ہو جاتی ہیں بلکہ تجربہ سے بارہا متاہد ہوا ہے کہ کسی  
 بہت پرانی بستی کے اطراف میں کوئی جائے کھودی جائے تو اُس میں قبور نکلے  
 جن میں ہڈیاں (بلکہ بعض کے ابدان) اب تک باقی صحیح و سلامت تھیں کتبوں  
 سے تین تین چار چار صدیوں کے قبور معلوم ہوتے تھے تو بلا دلیل بلا ضرورت  
 شرعی کے کسی ممنوع امر کا کسی مبہم روایت کی بنا پر مرتکب ہونا ہرگز جائز نہیں ہے



اگر معترض پھر عود کرے اور کہے کہ بھئی وغیرہ عظیم شہروں میں قبور کھود کر ان میں دوسرے  
اموات دفن کیے جاتے ہیں تو اگر قبور کھودنے سے اموات کی توہین ہوتی ہے تو ان  
شہروں میں یہ کام کیوں ہوتا ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ ان شہروں میں جائے  
بہت تنگ ہے قبرستانوں میں اتنی وسعت نہیں ہے کہ میت کے لیے الگ الگ  
قبر ہو لہذا اس ضرورت شدیدہ سے یہ جائز ہے کہ ان ضرورت تہم المخلورات قاعدہ  
منفقہ ہر کبیری شرح منیہ میں ہے ولایخص قبر لدن اخر ما الحدیث الاول فلیسبق له  
عظما عند الصرا وذا بان لہ یوجد مکان سواہ الخ بالجملہ صورت مسئلہ میں قبور  
کو کھود کر ان پر مکانات بنانا ہمارے حنفی مذہب میں جائز نہیں ہے اور بلاشبہ وہ شکر  
ایسا کرنے سے اہل قبور کی توہین ہوگی جو جائز نہیں ہے ہذا ما عندی والعلما الخ  
عند ربی قالہ بغیہ وامر برحمۃ العبد الفقیر محمد عمر الدین السنی الحنفی  
القادری الہزاروی عفا اللہ تعالیٰ عنہ

جو کچھ مجیب لیبیب نے لکھا ہے حق اور صواب ہے چنانچہ خزائنہ الروایۃ میں مرقوم  
ہے فی مفید المستفید عن مفاتیح المسائل واذا اصاب المیت نرابا فی القبر  
بکوة دفن غیرہ فی قبرہ لان الحرمۃ باقیۃ انتحہ اور یہ بھی خزائنہ الروایۃ میں ہے  
لا یجوز لاحد ان ینبی فوق القبور بیتا و مسجد الا ان موضع القبر حق المقبور ولہذا  
لا یجوز بنشہ انتحہ مختصرا -

نقلہ الراجی الی رحمۃ ربہ الشکور عبد الغفور صانہ اللہ عن الافان  
والشاور -

للہ در المجیب حیث اجاب فاجاد و اصاب فیما افاد حررہ المسکین  
محمد بشیر الدین عفی عنہ -

اس فتوے کو دیکھا فتویٰ صحیح ہے جو اب درست ہے -

یعنی اکمل ادویۃ  
ان الحرمۃ باقیۃ  
دفن کرنا مکرمہ ہے  
پہ بھی باقی ہے  
شرح طریقہ  
استحاثۃ قنادی  
مفہم ہے کہ  
ہاتے ہیں کہ  
نست کہ روح  
من اہانت  
ن کی توہین  
مکان بنانے  
بخدی شعار  
س کی ہڈی  
رنہ میت  
ت کے بعد  
کہ کسی  
قبور نکلے  
نیں کہتیں  
رت  
نہیں ہے



حرره محمد عبد الرشيد دهلوي عفا الله عنه -

الجواب صحيح محمد فضل الجيد عفى عنه

الجواب صحيح وصواب حرره العبد المنقفر

مطبع الرسول عبد المقتر القادري البديوني عفى عنه

ذلك كذلك محمد فضل احمد البديوني عفى عنه

الحبيب مصيب -

الرسول قادري

حنفي

محمد عبد المقتر مطبع

قادري  
محمد ابراهيم

اصحاب من اجاب والله اعلم بالصواب

محمد حافظ بخش المدرس بالمدرسة الحميرية

بلدة بداول -

صح الجواب حرره عبد الرسول محب احمد عفى عنه

المدرس بالمدرسة الشمسية الكائنة

بجامع بداول

حنفي ١٣١٤

محمد حافظ بخش

محمد احمد قادري  
عبد الرسول

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جعل الارض كفانا واكرم المؤمنين احياء وامواتا وجعل موتهم  
راحة وسهاتا وحرم اهانتهم تحريم ابنا تا والصلوة والسلام على من سقانا من  
فضله وفضلته ماء فراقا واعطانا في كل محجة ابلح محجة نقضا وانباتا وابدأ  
تعظيم المؤمنين ابد الأبدين ولم يوقت له ميقانا فجعلهم عظاما وان  
صاروا عظاما وحرم ابداءهم ولو كانوا زرافانا وعلی اله وصحبه واهله



وحرزہ المکرمین عند اللہ جمیعا وانشاتا -

### جزی اللہ المجیب خیرا ویشیب

جامع الفضائل قاصع الرذائل حامی السنن ماحی الفتن مولانا مولوی محمد عمر الدین جعلہ اللہ  
 کاسمہ عمر الدین وبعیہ ورجیہ عمر الدین کا جواب تاہج مناہج صواب کافی ووافی ہے  
 مگر حکم المامور معذرت بنظر تکریر افاضہ و وصل مفید کا اضافہ منظور وصل اول اس بیان میں  
 کی تاہج و تصویب میں کہ قبور مسلمین کی تعظیم ضرور اور اہانت مخطور اور یہ کہ کیا کیا امور موجب  
 ایذا کے اصحاب قبور یہاں اگر سلسلہ سخن میں بعض امور مذکورہ جواب کا اعادہ ہو تو غیر ضرور  
 کہ تکرر فرع موجب مزید تاکید و اوقع فی الصدہ و روع و المساک صا کور نہ بیضوع -  
 وصل دوم میں احقاق مرام و آراہان اوہام و تکلیت مخطیان نجدیہ لیام اور اس امر کا بیان  
 کامل و تام کہ مقابر عام مسلمین میں کوئی وقفی مکان بھی بنا نا حرام نہ کہ اپنی سکونت و آرام کا  
 مقام نیز روایت علامہ زبلی کی تحقیق اینق اس وصل میں دو فتوای فقیر کی نقل پر  
 قناعت ہے کہ ان میں بجد اللہ تعالیٰ کفایت ہے و باللہ التوفیق -

### وصل اول

علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ مسلمان کی عزت مردہ و زندہ برابر ہے تحقق علی الاطلاق رحمۃ اللہ  
 تعالیٰ فتح القدر میں فرماتے ہیں الا اتفاق علی ان حرمة المسلمینا کرمہ حیاء اللہ نبی صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کس عظم المیت واذ الکسہ حیاء مردے کی ہڈی ٹھکانا اور اسے  
 ایذا پہنچانا ایسا ہے جیسے زندہ کی ہڈی ٹوڑنا رواہ الامام احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ  
 باسناد حسن عن ام المؤمنین عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ حدیث منہ القدوس  
 میں ان لفظوں سے ہے سپید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں المیت یؤذیہ  
 فی قبرا ما یؤذیہ فی بینہ مردے کو قبر میں بھی اُس بات سے ایذا ہونی ہے  
 جس سے گھر میں اُسے اذیت ہوتی علامہ مناوی شرح میں فرماتے ہیں افادان

فادری  
 حنفی  
 مقصد مطبع

۱۱  
 س

وہم  
 تا نامن  
 ابد  
 وان  
 واولہ



حرمة المؤمن بعد موته باقیہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی حرمت بعد  
 موت کے بھی ویسے ہی باقی ہے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 فرماتے ہیں اذی المؤمن فی موته کاذاہ فی حیاتہ مسلمان مردہ کو ایذا دینا ایسا ہی جیسے  
 زندہ کو رواہ ابو بکر بن ابی شیبہ علیما فرماتے ہیں المیت یتأذى بما يتأذى به الحي حسان  
 سے زندوں کو ایذا پہنچتی ہے مردے بھی اُس سے تکلیف پاتے ہیں لکن انی رد المحتار  
 وغیرہ من معتدان کلاسفار علامہ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللغات میں امام  
 علامہ ابو عمر یوسف بن عبد البر سے نقل فرماتے ہیں از تجامستفاد میگردد کہ میت  
 متالم میگردد تمام انچہ متالم میگردد بدال حی ولازم این سبب کہ متلذذ گردد تمام انچہ متلذذ  
 میشود بدال زندہ انتہی کلامہ یہاں تاک کہ ہمارے علمائے تصریح فرمائی کہ قبرستان  
 میں جو نیارستہ نکالا گیا ہو اُس میں آدمیوں کو چلنا حرام ہے فی الشامیۃ عن الطحاوی  
 آخر کتاب الطہارۃ نضو اعلیٰ ان المرود فی سکتہ حادثہ فیہا حرام اور فرماتے ہیں مقبرے  
 کی ستر گھاس کا ٹٹا حرام ہے کہ جب تک وہ تر رہتی ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے  
 اُس سے اموات کا دل بہلتا ہے اور ان پر رحمت الہی کا نزول ہوتا ہے ہاں خشک  
 گھاس کا ٹٹ لینا جائز مگر وہاں سے تراش کر جانوروں کے پاس لیجا میں اور یہ ممنوع  
 ہے کہ انھیں گورستان میں چرے چھوڑ دیں فی جنازہ رد المحتار بکیرہ ایضا فطر النبا  
 الرطب والحشیش من المقابر دون الیابس کما فی البحر والدرہم وشرح المنیۃ وعللہ  
 فی الامداد بانہ مادام رطبا یشہم اللہ تعالیٰ فیوفض المیت وتغزل بذکوة الرحمة  
 اھ ونحوہ فی الخانیۃ انتھہ و فی العلمیاریۃ عن البحر الرائق لوکان فیہا حشیش یحش  
 ویرسل الی الدواب ولا ترسل الدواب فیہا اھ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک  
 شخص کو مقابر میں جو تاپنے چلنے دیکھا ارشاد فرمایا ہے کہ بخئی تیری اے طافی  
 جوتے والے پھینک اپنی جوتی اخرج الائمة ابوداؤد والنسائی والطحاوی



وغیرہم عن بشیر بن الحصاصیۃ واللفظ الامام الحنفی ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم رأی رجلاً یشی بین القبور فی نعین فقال ویحاک یا صابغ السبیتین  
 اللت سبتیتک اہ السبتیۃ بکسر المجرمۃ وسکون الموحدة ہی التي لا شتر فیہا قال  
 القاضي عیاض کان من عادیۃ العرب لبس النعال لبشرها غیر مدبوغة وكانت  
 المدبوغة تعمل بالطائف وغیرہ الخ فاضل محقق حسن شریف بلالی اور ان کے استناد  
 علامہ محمد بن احمد حموی فرماتے ہیں چلنے میں جو آواز نکلتی ہے اسے پیدا ہوتی ہے اس کو  
 کورنج کہتے ہیں جیسا کہ فی مرقا الفلاح اخبار فی شیخی العلامة محمد بن احمد الحموی  
 الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ بالہم تباذون نجف النعال اتھے اہ اقول ووجہہ ما سیأتی  
 عن العارف الترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں  
 ان یجلس احدکم علی جمرة فتحرق ثیابہ فقلص الی جلدہ خیر لہ من ان یجلس  
 علی قبر ینسک آدمی کو آگ کی چنگاری پر بیٹھا رہنا یہاں تک کہ وہ اس کے کپڑے  
 جلا کر جلد تک توڑ جائے اس کے لیے بہتر ہے اس سے کہ قبر پر بیٹھے روا مسلم  
 و ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ عن سید ذابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمارہ  
 بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قبر  
 پر بیٹھے دیکھا ارشاد فرمایا او قبر پر بیٹھنے والے قبر سے اتر آ صاحب قبر کو ایذا نہ دے  
 نہ وہ تجھے ایذا پہنچائے اخرج الطحاوی فی معانی الاقار و الطبرانی فی المعجم الکبیر بسند  
 حسن و الحاکم وابن مندۃ عن عمارۃ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رأی رسول  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جالساً علی قبر فقال یا صاحب القبر انزل من اعلی القبر  
 لا تؤذی صاحب القبر ولا یؤذیک و لفظ الامام الحنفی فلا یؤذیک اور امام احمد رحمۃ اللہ  
 تعالیٰ علیہ نے اپنی سند میں یوں روایت کیا عمرو بن حزم کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 نے ایک قبر سے تکیہ لگائے دیکھا فرمایا لا تؤذ صاحب القبر صاحب قبر کو ایذا نہ دے







درایۃ فلیکف اذا کان هو الا شہد الا ظہر الا کثرا لآ زہر و یہذ ایضعف ما راعہ  
 العلامۃ البدنی العمدۃ فنبصر انہیں احادیث سے ہمارے علم ارجمۃ اللہ تعالیٰ علیہم  
 نے بے ضرورت قبر پر چلنے اور اس پر بیٹھنے اور پائل رکھنے سے منع فرمایا کہ یہ سب حرمت موت  
 کے خلاف اور ترک ادب و گستاخی ہر فنی النوادر و الخفۃ و البدائع و الخیاط و غیر  
 ان ابا حنیفہ کرا و طاء القبر و القودا و النوم و قضاء الحاجة علیہ کذا نقل العلامۃ  
 ابن امیر الحاج فی الحلیۃ اقول و الکراہہ عند الاطلاق کراہۃ تخریم کا صراحتاً  
 مع ما یفیدہ من النہی الوردی فی الاحادیث مع علاء بالا بدین اء و الا بدین اء حرام فہذا  
 نذیر اللہ تعالیٰ بہ وان قیل وقیل حاشیہ طحاوی علی شرح نور الایضاح میں سراج  
 و ہاج سے ہر ان لم یکن لہ طریق الا علی القبر جازلہ المشی علیہ للضرورة اہ اقول  
 و ہذا ایضاً دلیل علی ما اختلفنا من کراہۃ التخریم فان المفہوم المخالف معتبر  
 فی الروایات و کلام العلماء بالاتفاق فاذا دان المشی لا یجوز بل ضرورۃ  
 و مالہ یجوز فاذا کراہۃ التخریم سیدی عبدالغنی نابلسی حدیث قدسیہ میں فرماتے  
 ہیں قال الوالد..... رحمۃ اللہ تعالیٰ فی شرحہ علی الدر و بکرۃ ان یوطأ  
 القبر لما روی عن ابن مسعود الخ و ذکر الاثر الذی روینا اہ او محیط سے نقل  
 فرمایا بکرۃ ان یوطأ علی القبر یعنی بالرجل و یقع علیہ اہ قولہ یعنی بالرجل  
 قلت فسر ہذا لک لکنہ یجمل علی الجماع اقول و بکرۃ ایضاً بل اشد لما فیہ من  
 زیادۃ الاستخفاف کا لوطاً علی سطح المسجد مع الدلالۃ علی تنافی القلب فی  
 تناسی الموت فكان الخلی علی الوطأ بالرجل لیکون ادخل فی النہی عن الوطأ  
 بمعنی الجماع بطریق دلالۃ النص لا لآ نہ غیر مکررہ ہکذا ینبغی ان یفہم  
 اور جامع الفتاوی سے لائے انہ والتراب الذی علیہ عن المیت فلا  
 یجوز ان یوطأ اور مجتہد سے ان المشی علی القبر بکرۃ اور شریعۃ الاسلام

لہ  
 قولہ بے ضرورت نہ  
 کی صورت مثلاً وستان میں  
 بیت کے لیے تہہ ہونے  
 یا دفن کرنے کا جانا  
 میں بیچ میں نہیں  
 میں اس حاجت کے لیے  
 اجازت ہے ہر بھی  
 جہاں تک ان میں  
 بیچ ہو سکتا ہے  
 اور نہ کسی اصل میں  
 ان امور کے لیے  
 و جاہ و سفار  
 جہاں تک وہ  
 علامۃ الطحاوی  
 علی سراجی القلاح عن  
 شرح مشکوٰۃ الوطأ  
 خاصۃ بکفر من المیت  
 لا بکرۃ اہ و عن  
 السراج فان لم یکن  
 لہ طریق الا علی القبر  
 جازلہ المشی علیہ  
 للضرورة - ۱۰۷

حضرت و انہ عن  
 فرماتے ہیں کہ  
 من بر قبر  
 عیہ پر امام علم  
 نے جنم فرمایا  
 لہذا ایذا ہے  
 ذواہم تعلم  
 اللہ تعالیٰ علیہ  
 من ان مشی  
 پسند ہے کہ  
 سادہ جید کا  
 میں لائن اٹا  
 رکھنا زیادہ  
 سنا دھن قالہ  
 سلمہ پوچھا  
 طرح سلمان  
 کی ایذا کو  
 اور قبول  
 رحمہ اللہ  
 بیت و لانیہ  
 یتہ ما واقتہ



وشرح شرحه من السنة ان لا يطأ القبور في تعبيه فان النبي صلى الله تعالى عليه  
 وسلم كان يكره ذلك الخ اور امام شمس الامم حلواني سے انه قال يكره اور امام علي  
 ترجماني سے قال يا ثوبطاء القبور لان سقف القبور حن الميت اه اقول وهذا  
 نص على ما اخترنا من كراهة التخرير اذ لا الترفي المكروه تنزيهاً لان مرجعنا الى  
 خلاف الاولي ولانه ربما تعذر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بما فالجواز والنبي  
 معصوم عن تعذر الاثرو لان المؤثر لا يجوز فله معنى لبيان الجواز ولا نهم صرحوا  
 انه يجامع الاباحة كما في اشربة رد المحتار عن العلامة ابى السعود والمعصية  
 لا تجامعها ولا نهم يعبرون عنها بنفي البأس وای باس اعظم من الاثرو لان المؤثر  
 واجب الترتك وما وجب تركه كان فعله مقار بالجرام وهذا معنى كراهة التخرير  
 ولا نهم نفسوا ان فاعل المكروه تنزيهاً يعاقب اصلاً كما في التلويح مع ما اعتقدنا  
 ان الله تعالى ان يعاقب على كل جريرة ولا صغيرة فهذه بحمد الله سبعة دلائل  
 ناطقة بان ما وقع عن بعض ابناء الزمان في رسالة شرب الدخان من ان المكروه  
 تنزيهاً من الصغائر غلط فاحش وخطا عظيم نعم قد صرح البحر في بحره ان المكروه  
 تخريراً منها فنثبت ولا تخبط نور الايضاح اور اس کی شرح مراتی الفلاح میں ہے  
 فضل فی زیارة القبور ندب زیارتها من غیر ان يطأ القبور اسی میں ہے کہ  
 وطؤها بالاقدام لما فيه من عدم الاحترام وقال قاضي خال لو وجد طريقاً  
 فی المقبرة وهو يقطن انه طريق احد ثوة لا يمشی فی ذلك وان لم يقف فی ضمیرة  
 لا باس بان يمشی فيه اه ملخصاً اقول وهذا ايضا دليل ما اخترنا فانه  
 علق نفي البأس على ان لا يقف فی قلبه انه طريق علی قبر فاذا وجود البأس فيما  
 اذا وقع ذلك فی نفسه وايضا قد تقد ما التصريح بالحرمة عن الشامي والطحاوي  
 عن علمائنا رحمهم الله تعالى علامه اسمعيل نابلسي حاشیه در روغریں



فرماتے ہیں لا باس بزيارة القبر والدعاء لله موافق ان كانوا موثقين من  
 وطاء القبر وما في البدائع والملفوظات ليقه محمدية من افات الرجل  
 المشي على المقابر امام علامه محقق على الاطلاق ان لوگوں پر اعتراض فرماتے ہیں  
 جن کے اعزاء و اقربا کے گرد مخلوق دفن ہے وہ ان کی قبروں کو روندتے ہوئے اپنے  
 عزیزوں کی گورتاں جاتے ہیں انھیں چاہیے کہ نہ گورستان سے زیارت اور  
 دعا کر لیں اور ان کی قبروں کے قریب نہ جائیں فقد قال في الفتح يكره الجلوس  
 على القبر وطءه ورج فاليصونه من دفنت حول اقاد به خلق من وطأ تلك القبور  
 الى ان يصل الى قبر قريبه مكرهه اھ امام محمد رضا حافظ الھدیث ابو بكر بن ابی الدنیا  
 حضرت ابو ظہار برضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی اقبلت من الشام الى البصرة  
 فذلت الخندق فتطهرت واصلت ركعتين بالليل ثم وضعت راسي على قبر  
 فتمت ثم انبثت فاذا بالصاحب القبريشتك ويقول لقد اذيتني منذ البلدة  
 الخ یعنی میں ملک شام سے بصرہ کو آتا تھا رات کو خندق میں اترتا و صوکیا دورت  
 نماز پڑھی پھر ایک قبر پر سر رکھ کر سو رہا جاگا تو ناگاہ سنا کہ صاحب قبر شکایت  
 کرتا اور فرماتا ہے کہ تو نے رات بھر مجھے اپنے پیچانی ابن ابی الدنیا اور امام بہقی <sup>لنہ</sup> <sup>ذکر</sup>  
 میں حضرت ابو عثمان ہندی وہ ابن مینا نامی سے راوی میں مقبرے میں گیا  
 دور گستا پڑھ کر لیٹ رہا خدا کی قسم میں خوب جاگ رہا تھا کہ سنا صاحب قبر  
 کہتا ہے قم فقد اذيتني اٹھ کہ تو نے مجھے ایذا دی امام حافظ ابو منہ قاسم  
 بن مخیمرہ سے راوی کسی شخص نے ایک قبر پر پاؤں رکھا قبر سے آواز آئی الیک  
 عنی یا رجل ولا تؤذنی اپنی طرف ہٹا اے شخص میرے پاس سے اور مجھے  
 ایذا نہ دے ذکرهما العلامة السیوطی فی شرح الصدور اقول وفيهما  
 تائيد لما عليه عامة علماءنا خلاه فالامام ابی جعفر ومن تابعه من

۱۷  
 علی صنیعہ المفضل  
 اسے آئینہ

تہ تعالیٰ علیہ  
 اور امام علی  
 قول و هذا  
 من وجه الی  
 الجواز والنبی  
 نہر صخر  
 والمحصیة  
 التمر لان التمر  
 التمریم  
 ما اعتقدنا  
 بعدة كل  
 ت من ان  
 ان المکر  
 ح میں ہے  
 ہے کو  
 وجد  
 فی ضمیة  
 الا فانه  
 باس فی  
 الطحا  
 غریں



بعض المتأخرین اور اس فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے حضرت سیدی ابوالحسن احمد نوری  
 مدظلہ العالی سے سنا کہ ہمارے بلاد میں مارہرہ مطہرہ کے قریب ایک جنگل میں گنجدیہ  
 ہے کوئی شخص اپنی بھینس لیے جاتا تھا ایک جگہ زمین نرم تھی ناگاہ بھینس کا پاؤں  
 جا رہا معلوم ہوا یہاں قبر ہے قبر سے آواز آئی اے شخص تو نے مجھے تکلیف دی  
 تیری بھینس کا پاؤں میرے سینے پر پڑا و فیہا حفرة لطيفة نال علی عظیم قدرۃ اللہ  
 و عجیب صنعہ فی الشہداء اے اب بجز اللہ تعالیٰ احکم سہ مثل آفتاب روشن  
 ہو گیا جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبر پر بیٹھے اور اُسے تکبیر لگانے  
 اور مقابر میں جو تہ پہنکر چلنے والو تکو منح فرمایا اور علمائے اس خیال سے کہ قبور پر پاؤں  
 نہ پڑے گورستان میں جو راستہ جدید نکالا گیا ہو اُس میں چلنے کو حرام بتایا اور حکم  
 دیا کہ قبر پر پاؤں نہ رکھیں بلکہ اُس کے پاس نہ سویں سنت یہ ہے کہ زیارت  
 میں بھی وہاں نہ بیٹھیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ بلحاظ ادب پاس بھی نہ جائیں دور ہی  
 سے زیارت کر آئیں اور قبرستان کی خشک گھاس اگر چہ جانوروں کو کھلانا جائز  
 فرمایا مگر یہ کہ یہاں سے کاٹ کر لے جائیں نہ کہ جانوروں کو مقابر میں چرائیں  
 اور تشریح فرمائی کہ مسلمان کی عزت مردہ و زندہ برابر ہے اور جس بات سے زندہ  
 کو اذیت پہنچتی ہے مردے بھی اُس سے تکلیف پاتے ہیں اور اُنہیں تکلیف دینا  
 حرام تو خود ظاہر ہوا کہ یہ فعل مذکور فی السؤال کس قدر بے ادبی و گستاخی و عیبت  
 گناہ و استحقاق عذاب ہے جب مکان سکونت بنایا گیا تو چلنا پھرنا بیٹھنا لیٹنا  
 قبور کو پاؤں سے روندنا اُن پر پاخانہ پیناب جماع سب ہی کچھ ہو گا اور  
 کوئی و جب قبے جانی اور اموات مسلمین کی ایذا رسانی کا باقی نہ رہے گا والعیاذ باللہ  
 رب العالمین علما فرماتے ہیں جہاں چالیس مسلمان جمع ہوتے ہیں اُن میں ایک  
 ولی اللہ ضرور ہوتا ہے کما صرح بہ العلامة المناوی رحمہ اللہ تعالیٰ



فی التفسیر شرح الجامع الصحیح اور ظاہر ہے کہ مقابلہ مسلمین میں صد ہا مسلمانوں کی  
 قبریں ہوتی ہیں بلکہ خدا جانے ایک ایک قبر میں کس کس قدر دفن ہیں تو بالضرورت  
 ان میں ہندوگان مقبول بھی ضرور ہونگے بلکہ اس امر کی اموات میں زیادہ امید ہے  
 کہ بہت ہندو خدا کے جو زندگی میں آلودہ گناہوں سے بھر پور پاک و طیب  
 ہو گئے ہنسی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الموت کفارة لكل مسلم  
 موت کفارہ گناہ ہے ہنسی مسلمان کے لیے اخرجہ ابو نعیم والبیہقی فی شعبہ  
 عن ابن رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان العریفی اسی لیے ہنسی صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم سے حکم دیا فاجر مصلح کے فسق و فجور کا اُس کی زندگی میں اعلا  
 کیا جائے تاکہ لوگ اُس سے احتراز کریں اخرجہ ابن ابی الدنیائی ذم العینہ  
 والترمذی فی النوادر والحاکم فی الکنی والشیرازی فی الالقباب وابن

۱۵ فائدہ جلیلہ محاورہ قرآن و حدیث میں مومن بسم خاص اہلسنت کو کہتے ہیں کہ زمانہ نزول  
 قرآن عظیم و ارشاد و احادیث کریمہ میں صرف اہل حق اہلسنت اہل جماعت ہی تھے اس زمانہ برکت  
 نشان میں کسی بد مذہب مبتدع کا ہونا محال تھا کہ بد مذہب ہی شہدہ ذمیریل سے پیدا ہوتی ہے جسے یقین قطعی سے  
 بدلنے والے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا میں جاوہ فرماتے اگر شہدہ گزرا حضور کشف فرماتے شہدہ الامانا تو  
 سنی ہوتا زمانہ انوکھا ہو جاتا یہ سچ کی شق وہاں ممکن ہی نہ تھی ولہذا آئیر کریمہ وینبج بنو سبیل المؤمنین سے  
 ملانے حجیت اجماع پر استدلال کیا تصریح فرمادی کہ مبتدعین کا اتفاق اجماع میں ملحوظ نہیں کہ مومنین سے مراد است  
 اجابت ہیں مبتدعین امت اجابت نہیں امت دعوت ہیں دیکھو تو ضیح و تلویح بحث اجماع وغیرہ یہ فائدہ نفسہ  
 یاد رکھنے کا ہے کہ انما المؤمنون اخوة وغیرہ آیات و احادیث میں مومنین سے اہلسنت ہی مراد ہیں انھیں کے  
 باہم اتفاق و اتحاد کا حکم ہی نہ وہ تھا لہذا اللہ تعالیٰ کی تمیم اور تمام گراہوں بد مذہبوں اتحاد و داد کی تعلیم بیدنیوں کی تکمیل  
 تعظیم پر ان نصوص کو پیش کرنا محض بد و منی و ضلالت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲ منہ حفظہ ربہ۔

من احمد بن  
 علی بن  
 اس کا پائل  
 کلین دی  
 لیم قدرہ اللہ  
 باروش  
 سے تکیہ لگانے  
 مقبول پر پائل  
 بتایا اور حکم  
 زیارت  
 اس دور ہی  
 کو کھلانا جا  
 چر ایں  
 سے نزول  
 ہفت دینا  
 حاجی و با  
 چھٹا لینا  
 ہو گا اور  
 عیاذ باللہ  
 میں ایک  
 سے



عدی فی الكامل والطبرانی فی الكبير والبیہقی فی السنن والخطیب فی التاریخ کلہم  
 عن الجارود وعن بہر بن حکیم عن ابيه عن جدہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم اتروعون عن ذکوالفاجر متی یعرفہ الناس اذکر والفاجر بما فیہ  
 یحذره الناس اور بعد موت کیسا ہی فاسق فاجر ہو اُس کے بُرا کہنے اور اُس کی بُرائیاں  
 ذکر کرنے سے منع فرمایا کہ وہ اپنے کئے کو پہنچ گیا اور امام احمد و البخاری  
 والنسائی عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن النبی صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم قال لا تسبوا الاموات فانہم قد افضوا الی ما قد موا  
 واخرج ابوداود والترمذی والحاکم والبیہقی عن ابن عمر رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذکروا محاسن موتاکم  
 وکفوا عن مساویہم واخرج النسائی بسنداجید عن عائشۃ رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہا عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تذکروا ہلکاکم الا بحبیر  
 بعد اس اطلاع کے بھی اگر ایسے اشخاص اپنی حرکت سے باز نہ آئیں تو اب  
 اُن کی گستاخیاں عوام مؤمنین کے ساتھ ہی نہیں بلکہ حضرات اولیائے کرام  
 کے ساتھ بھی ہونگی اور اشد و اعظم مصیبت اُس کی جو اولیا کی جناب رفیع میں  
 گستاخی ہو نہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ جل جلالہ فرماتا ہے  
 من عادلی ولیا فقد اذنتہ بالحبوب جو میرے کسی ولی سے دشمنی باندھے تو  
 بیشک میں نے اُس سے لڑائی کا اعلان کر دیا رواہ الامام البخاری عن  
 سیدنا ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقول وکف بالجامع الصحیح حجة وان  
 کان فی القلب الذہبی ما کان غرض اُن لوگوں پر ضرور ہے کہ اپنے حال  
 ستقیم پر رحم کریں اور خدائے جبار قہار جل جلالہ کے انتقام سے ڈریں اور  
 مسلمانوں کے اسموات کو ایذا نہ پہنچائیں آخر انہیں بھی اپنے امثال کی طرح



ایک دن زمین میں جانا اور بے کس بے بس ہو کر پڑنا ہی جیسے آج یہ لوگوں کے  
 ساتھ پیش آتے ہیں ویسا ہی اور لوگ کل ان کے ساتھ کریں گے عنہ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم کما تدین تدان اخزجه ابن عدی فی الکامل عن ابن عمر  
 واحمد فی المسند عن ابی الدرداء وعبد الرزاق فی الجامع عن ابی قتادہ  
 مرسلہ وهو عند الاخرین قطعہ حدیث قلت ولہ شواہد حجتہ وهو من  
 جوامع کلامہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کی طرف شکوکے کہ یہ بلا ان جاہلوں  
 میں ان اجہلوں کی پھیلائی ہوئی ہے جنہوں نے اموات کو بالکل پتھر سمجھ لیا کہ مر  
 اور خاک ہو گئے نہ اب کچھ سنیں نہ سمجھیں نہ کسی چیز سے ایذا یا راحت پائیں اور  
 جہاں تک بن پڑا قبور مسلمانوں کی عظمت قلوب عوام سے چھیل ڈالی فانا  
 لله وانا الیہ راجعون

## وصل دوم

فتویٰ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اولى

مسئلہ از کلکتہ امرتسارین نمبر ۱۱۱۱ صاحب لعل خاں صاحب و بار دوم بلفظہ  
 از کا پور بازار نیا گنج کمپنی داؤد جی داد ابھانی سورتی مرسلہ عبد الرحیم صاحب  
 ۲۰۔ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین رحمہم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ ایک سطح وقف زمین جبکہ  
 قبرستان کے نام سے مشہور ہو جس کی ایک طرف چند پرانی شکستہ قبریں پائی جاتی  
 ہیں اور باقی ایک تہائی سطح میدان پڑا ہوا ہو اور وہاں کے عمر سیدہ قریب



اسی سے تلویرس کے بزرگوں سے تحقیق کرنے پر وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کے ہوش سے  
 ہم لوگوں کے جانتے ہیں کسی حصہ اس سطح زمین میں کوئی میٹھ و فن نہیں ہو سکتا  
 اس پر چند مسلمانان عالی ہمت نے اس تہائی شمالی سطح زمین پر مدرسہ و کتب خانہ بنانے  
 کے لیے حاکم وقت سے درخواست کی تحقیق کرنے کے بعد کہ وہاں کوئی قبر نہیں ہے  
 حاکم نے اجازت دی۔ ان حضرات نے مدرسہ و کتب خانہ بنانے کے لیے تمام سامان  
 فراہم کیا ہے۔ اس صورت میں ایسے مقام پر مدرسہ و کتب خانہ بنانا درست ہے  
 یا نہیں اور مدرسہ کی نیو کھوتے وقت اگر احیاناً وہاں مردہ کی کوسیدہ پڑی  
 سکے تو اس کا کیا حکم ہے بنیاد و جردا۔

الجواب

وقف کی تبدیل جائز نہیں۔ جو چیز جس مقصد کے لیے وقف ہو اسے بدل کر دوسرے  
 مقصد کے لیے کر دینا روا نہیں جس طرح مسجد یا مدرسہ کو قبرستان نہیں کر سکتے۔ یوں  
 قبرستان کو مسجد یا مدرسہ یا کتب خانہ کر دینا حلال نہیں سراج و ہاج پھر فتاویٰ ہندیہ  
 میں ہے لا یجوز تغیر الوقف عن ہیأته فلا یجعل الدار بسنا نا ولا الخان حماما  
 ولا الرباط دکانا الا اذا جعل الواقف الی الناظر ما یوری فیہ مصلحتہ الوقف اھ  
 قلت فاذا لم یجتن تبدیل الہیأۃ فکیف بتغییر اصل المقصود اور اس  
 پارہ قبرستان میں سو برس سے کوئی قبر نہ اسے قبرستان ہونے سے خارج نہیں  
 کر سکتا امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول مقتے یہ ہے تو واقف کے صرف  
 اتنے کہنے سے کہ میں نے یہ زمین دفن مسلمانان کے لیے وقف کی یا اس زمین  
 کو مقبرہ مسلمان کر دیا وہ تمام زمین قبرستان ہو جاتی ہے اگرچہ ہنوز ایک مردہ بھی  
 دفن نہ ہو اور امام محمد کے قول پر ایک شخص کے دفن سے ساری زمین  
 قبرستان ہو جاتی ہے اسعاف پھر رد المحتار میں ہے تسلیم کل شیء بحسبہ



فخی المقبرة بدفن واحد وفي السقاية بشر به وفي الخاك بزولاه هدايه ومهدية  
 میں ہے وعند ابویوسف رحمه الله تعالى يزول ملكه بالقول كما هو اصله  
 وعند محمد رحمه الله تعالى اذا استنبت لناس من السقاية وسكنوا الخان  
 والرباط ودفنوا في المقبرة زال الملك ويكتفي بالواحد لتعذر فصل الجنس  
 كله وعلى هذا البئر والحوض **ورثته** وشامي میں ہے قدم في التنوير والذم  
 والوقاية وغيرها قول ابی يوسف وعلت ارجحيته في الوقت والقضاء ليس  
 صورت مستفہ میں وہاں مدرسہ وکتب خانہ بنانا ہی جائز نہیں اگرچہ مردہ کی  
 ہڈی نہ نکلے اور کھنے کی حالت میں مانعت اور اشد ہو جائے گی کہ قبر مسلم کی  
 بحرمتی ہوئی کہا بیاناہ فی الامر باحترام المقابر والله تعالیٰ اعلم۔

### فتوا ثانیہ

مسئلہ از کانپور مسجد رنگیان مسئلہ مولوی شاہ احمد حسن صاحب مرحوم بوسط  
 جناب مولانا مولوی وصی احمد صاحب ۲۱۔ جمادی الآخرہ ۱۳۲۸ھ  
 بخدمت سر ایاپرکت مولانا صاحب مجددانہ حاضر و صاحب محبت قاہرہ امام عبادت  
 عالم سنت مولانا سیدنا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب تمت فیوضاتہم  
 وعمت سکنۃ المشارق والمغرب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کانپور مولوی  
 احمد حسن صاحب سے ملاقات ہوئی کہتے تھے کہ بالفعل ایک اشد ضرورت ہے  
 وہ یہ کہ جامع العلوم والوں نے ایک فتویٰ لکھا مستفتی میرے پاس لایا میں نے  
 ان کے خلاف جواب لکھا جامع العلوم والوں نے اس کو دیوبند بھیجا انھوں نے  
 اپنے ہم مذہبوں کے جواب کی تصدیق کی مستفتی پھر میرے پاس آیا کہ اب میں کس کے  
 قول پر عمل کروں میں نے کہا کہ جو فیصلہ حکم کرے اس پر عمل کرو۔ حضرت مولانا سے



بڑا حکم کون حکم ہے لہذا اس استفتے کو اپنے ہمراہ لیتے جاؤ اور مولانا سے جواب لکھو اور فوڈ آروانہ کر دو چونکہ میرا ارادہ حاضری کا تھا میں نے استفتا لیا اور اتفاق کہ میں حاضر نہ ہو سکا اور یہ بہت ضروری ہے لہذا اس عرصہ کو میں ہمراہ سید عبد مشکور صاحب حاضر خدمت کرتا ہوں اسی وقت فیصلہ لکھ دیجیے اور سید صاحب ہی کے ہمراہ واپس فرمائیے کہ میں روانہ کر دوں مولوی احمد حسن صاحب انتظار میں ہوں گے۔

### نقل استفتا

کیا فرمانے ہیں علمائے دین کہ ایک سطح وقف زمین کہ قبرستان کے نام سے مشہور ہے جس کی ایک طرف چند پرائی شکستہ قبریں پائی جاتی ہیں الحج ذیعبہ سوال آمدہ از مکتبہ ام تلابین و از کاہنور بازار نیا گنج ۲۰ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۶ھ کہ عنقریب فتاویٰ میں گزرا جواب الہامی مدرسہ جامع العلوم ایسے مقام پر کتب خانہ اور مدرسہ بنانا جائز ہے عدم المانع اور اگر بوسیدہ ہڈی اتفاقی طور پر نکل آئیں تو اس کو کہیں دفن کر کے وقال الذیلعی ولو علی المیت و صادرًا باجازہ دفن بمذہبہ فی قبورہ و ذریعہ و البنا علیہ اھ شامیہ ص ۵۹۹ و اللہ اعلم

الافتقر محمد رشید مدرس دوم مدرسہ جامع العلوم کاہنور

دو عالم رفیق محمد رشید  
۱۳ ۱۳

من اجابہما فقرا صاحب - محمد عبد اللہ عفی عنہ

ہذا الجواب غیر صحیح لمانہ مخالف لاجازۃ الفقہار

محمد عبد الرزاق مدرس مدرسہ امداد العلوم کاہنور

محمد عبد الرزاق



خلاصہ جواب جناب مولوی احمد حسن صاحب صورت مسؤلہ میں اس مقام پر کتب خانہ و مدرسہ بنانا جائز ہے اس لیے کہ یہ جگہ جب مقبرہ کے نام سے مشہور اور وقف ہے تو شرعاً یہ مقبرہ بچھا جائیگا اور اس مقبرہ کے لیے یہ زمین وقف ہوگی اور اس کی شہرت اس کے ثبوت کے لیے دلیل کافی ہے در مختار میں ہے تقبل فیہ الشہادۃ بالشہرۃ الخروا المختار میں ہے الخ علیگیر یہ الشہادۃ علی الوقف بالشہرۃ تجوز الخ اور اس کے مدرس ہو جانے سے دوسرا کوئی نفع لینا درست نہوگا

قاضی خاں مطبوعہ مصر جلد ثالث ۳۱۲ مقبرۃ قدیمہ محلۃ لم یبق فیہا آثار المقبرۃ هل یباح لاهل المحلۃ الانتفاع بہا قال ابو نصر رحمہ اللہ لقاؤہ لہ یباح علیگیری جلد ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۲۶۷ و ۲۶۸ سئل القاضی الامام شمس الامین محمد دلاور بندی فی المقبرۃ اذ اندرست ولم یبق فیہا اثر الموتی لہ لظہر ولہ غیرہ هل یجوز زرعہا واستعمالہا قال لہ ولہا حکم المقبرۃ کذا فی المحیط نہ عدم جواز انتفاع بالمقبرۃ امام زیلعی کی اس عبارت کے خلاف ہے اس لیے کہ انھوں نے جواز میت کے بوسیدہ اور خاک ہو جانے پر مرتب فرمایا ہے اور یہاں عدم جواز اس وجہ سے نہیں بلکہ بسبب مقبرہ کے وقف ہونے کے ہے جیسا کہ مصحح نے علیگیر یہ مطبوعہ مصر میں لکھا ہے عبارت منقولہ علیگیر یہ پر یہ عبارت لکھی ہے قوله قال لا ھذا الیٰنا فی ما قالہ الزیلعی لان الما لخرھمنا کون المحل موقوف علی الدفن فلا یجوز استعمالہ فی غیرہ فلیتأمل ویجوز اہ مصحح نے او مسائل سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ غیر جنس کی طرف نقل وقف جائز نہیں علیگیر یہ جلد ثانی ۲۶۸ سئل شمس الامین الخلوانی عن مسجد او حوض غریب ولا یحتاج الیہ لتفرق الناس هل للقاضی ان یصرف او قافہ الی مسجد اخر او حوض اخر قال نعم ولو لم یتفرق الناس ولكن استغنی الحوض عن العمارة وھناک



مسجد محتاج الی العادة او علی العکس هل يجوز للقاضي صرف وقف ما استغنى  
 عن العادة ما هو محتاج الی العادة فقال لا کذا فی المحيط لہذا اُس زمین میں  
 جو دفن کے لیے وقف ہو مدرسہ وغیرہ بنانا جائز نہوگا گو خالی ہی کیوں نہ ہو اور  
 دوسرے اُس کا خالی ہونا فقط اتنی شہادت سے کہ ہماری عمر میں ہمارے علم میں  
 کوئی میت دفن نہ کی گئی نہیں ثابت ہو سکتا بلکہ اس قدیم مقبرے کا پڑھنا سمجھا  
 جاتا ہی کہ جب دو تہائی زمین میں قبریں اس قدر پڑانی ہیں کہ تئیس برس لے لوگوں کے  
 ہوش سے قبل کی ہیں تو اس ایک ثلث میں اس سے بھی پہلے کی ہونگی اور وہ بالکل منہدم  
 ہو گئی ہوں زمین صاف معلوم ہوتی ہو زمین بھر جانے کی وجہ سے دفن کرنا چھوڑ دیا گیا  
 ہو۔ ہاں اگر کوئی شخص بیان کرے کہ جب سے یہ زمین مقبرہ کے لیے وقف ہوئی کوئی میت  
 اس تہائی میں نہ دفن کی گئی تو البتہ خالی ہونا ثابت ہو سکتا ہے پھر بھی مدرسہ وغیرہ  
 سوائے دفن کے دوسرے کام میں لانا ناجائز ہے واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ عبد العاصی فضل الہی عفی عنہ ہذا الجواب صحیح کتبہ عبد الرزاق عفی عنہ۔  
 الجواب الثانی صحیح کتبہ احمد حسن عفی عنہ

جواب مولوی رشید احمد گنگوہی و دیوبندیان الجواب یہ جواب صحیح نہیں ہے  
 اور مجیب صاحب نے جو روایت نقل کی ہے اُس سے بھی مدعا ثابت نہیں ہوتا  
 الحاصل اگر وہ قبرستان وقف نہیں ہے تو کچھ کلام نہیں اور قبرستان کو جو وقف  
 مشہور کر دیتے ہیں یہ سب جگہ جاری نہیں اکثر جگہ دیکھا گیا ہے کہ گورستان  
 وقف نہیں ہوتا اور بعد تسلیم اس بات کے کہ وہ وقفی ہے اُس صورت میں کہ وہاں  
 دفن اموات کا ایک مدت دراز سے بند ہے تو اُس میں دوسرے مکان وقفی بنا دینا  
 درست ہے لہذا مدرسہ وقفی بنانا اُس گورستان میں جائز ہے چنانچہ اس روایت سے  
 واضح ہے یعنی شرح بخاری جلد ۲ ص ۳۵۹ فان قلت هل يجوز ان تبنى للمساجد علی قبور المسلمین



قلت قال ابن القاسم لو ان مقبرة من مقابر المسلمين عفت فبني قوم عليها مسجد  
لمراد بذلك بأسا وذلك لان المقابر وقف من اوقاف المسلمين لدفن موتاهم  
لا يجوز لاحد ان يملكها فاذا درست واستغنى عن الدفن فيها جازر فيها  
الى المسجد لان المسجد ايضا وقف من اوقاف المسلمين لا يجوز تملكه لاحد نعمنا  
هما على هذا واحد او كتب فقہ میں بھی روایات جواز موجود ہیں مگر بندہ کو مہلت نہیں فقط

رشید احمد  
۱۳۰۰

واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

الجواب صحیح بندہ محمود عفی عنہ

محمد حسین عفی عنہ

الجواب صحیح بندہ مسکین محمد حسین عفی عنہ

الجواب صحیح غلام رسول عفی عنہ

جبکہ وہ مقبرہ نہایت کہنہ ہے اور اس وقت دفن کرنا وہاں متروک ہو گیا ہے تو  
بنا مدرسہ اس جگہ میں خصوصاً حصہ خالی میں درست ہو البتہ اگر وہ مقبرہ فی الحال دفن  
اموات کے کام آتا ہو تو کوئی اور بنا اس میں درست نہیں ہے قال فی العلمگیریۃ  
ولو بلی المیت وصارت باجاز دفن غیرہ فی قبرہ وذرعہ والبناء علیہ کذافی

۱۳۰۶  
فتوکل علی العزیز الرحمن

النبیین فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتابہ عزیز الرحمن عفی عنہ

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

جواب اول غلط صحیح اور حکم تالی حق و صحیح اور تحریر ثالث جمل قبیح ہے اول سوال میں  
صاف تصریح تھی کہ ایک سطح وقف زمین پھر محیب سوم کی تسقین کہ اگر وہ قبرستان  
وقف نہیں الخ محض ششقیہ بے معنی ہے ثانیاً قبرستان کو جو وقف مشہور کر دیتے  
ہیں یہ سب جگہ جاری نہیں اس کا یہ مشار الیہ شہرت ہے یا وقفیت اول

وہ گنگوہی صاحب کا ہے جو کہ ششقیہ



وقف میں شہرت کا فی ہے اور گنگوہی صاحب کی مجالست

وقف میں تبدیل حرام ہے اور گنگوہی صاحب

صحیح ہے مگر مہمل وند اسے بے محل سوال اُس صورت خاصہ سے ہے جہاں شہرت موجود ہے اُس پر حکم کے لیے ہر جگہ شہرت کیا ضروری ہے دوم بھی اگر مقصود سلب و تفتیت نکال انقائے شہرت ہو اور انہیں دونوں صورتوں میں یہ قول کہ اکثر جگہ دیکھا گیا کہ گورستان وقف نہیں ہوتا رو بہ بحث رکھتا ہے اگرچہ کثیر و اکثر میں فرق نہ کرنا ضیق لفظی بیان ہے اور اگر لفظی و تفتیت با وصف شہرت مراد تو محض مردود و ظاہر الفساد اور ابواب شہادت مشاہدہ اکثر بلا صراحت حکایت بے محلی عنایت متون و شروح و فتاوا کے مذہب میں تصریحات جلیبہ ہیں کہ شہرت مثبت و تفتیت و مسوغ شہادت سے کلام مجیب دوم سلسلہ میں بھی اس کی بعض نقول منقول پھر با وصف تسلیم دلیل شرعی نفی مدلول جہل قطعی یہاں شہادت شہرت کو نہ ماننا نہ اسی مقبرے بلکہ عامہ اوقاف قریبہ کو یکسر مٹا دینا ہے ظل عہد کے بعد شہود معائنہ کہاں اور مجر و خطا حجت نہیں فتاویٰ خیریم میں ہے لا یعمل بجز دالذ فتر ولا یجوز الحجۃ لما صحح بہ علماء و فاضلین عدم الاعتقاد علی الخط و عدم العمل بہ مکتوب الواقف الذی علیہ خطوط القضا الماضین و انما العمل فی ذلک بالبینۃ الشرعیۃ اسی میں ہے کتاب الوقف انما هو کا غن بہ عطف و ہوا یعتد علیہ ولا یعمل بہ مکاتبات بہ کثیر من علماءنا و العابدۃ فی ذلک للبینۃ الشرعیۃ و فی الوقف یتوغل للشاہد ان یشہد بالسماع و یطلق ولا یض فی شہادۃ قولہ بعد شہادۃ لہ ا عابن الوقف و لکن اشکر عندی او اخبار فی بہ من اثق بہ اب اگر شہرت بھی مقبول نہ تو ہزاروں وقف سوا اس کے کہ محض ثبوت و باطل قرار پائیں اور کیا نتیجہ ہے ثالثاً مقبرے کے لیے وقف تسلیم کر کے اُس میں مدرسہ وغیرہ دوسرے مکان و فنی بنانے کو درست بتانا ظلم واضح و جہل فاضح ہے کہ اس میں صراحتہ تغیر وقف ہے اور وہ حرام ہے حتیٰ کہ متولی کو بھی جو وقف پر ولایت رکھتا ہے نہ کہ اجنبی حتیٰ کہ علمائے تغیر ہیأت کی بھی بے اذن و اقف اجازت نہ دی

کتاب الوہابیین  
تغیر الوہابی  
میانہ فلا  
فی الناظر  
پہری میں  
درسہ یا کثیر  
بی جا ہے  
پت و خار  
دیروں بھی  
ہت کیلیے  
موقوف ہون  
اگر بارہ  
وقف دو باب  
اور علی الثانی  
شراطہ فمنا  
علی اشتراط  
اسعاف  
جوازہ علی ش  
والوایۃ تست  
ایاہا السلطا



نہ کہ تغیر اصل وقف عقود الدریہ میں ہے لا يجوز للناظر تغییر صیغۃ الواقف کما افنی بہ  
 الخیر الوہابی والحاوئی وغیرہما شرح الوہاب وپہندیہ میں ہے لا يجوز تغیر الواقف عن  
 ہیأتہ فلا یجعل الدار بستنا نا ولا الخان حماما ولا الرباط دکانا الا اذا جعل الواقف  
 الخی الناظر ما یرى فیہ مصیحة الوقف فتح القدیور وشرح المختار وشرح الاستبصار علی  
 البیہقی میں ہے الواجب البقاء الوقف علی ما کان علیہ دون زیادۃ سوا بعض  
 مدرسہ یا کتب خانہ یا کوئی مکان کیا خالی دیواروں کا نام ہے ہر عاقل آدمی عقل والا  
 بھی جانتا ہے کہ زمین ضرور اُس میں داخل تہا دیواروں کو بنا و عملہ کتے ہیں نہ  
 بیت و خانہ مدرسہ جائے درس محل درس زمین ہے یا دیواروں پر بیٹھ کر درس کا  
 اوریوں بھی ہوتا ہم قرآن شہاد کو اتھا علی الارض سے کیا چارہ اوریہ زمین ایک بال ایک  
 جہت کیلئے وقف ہو چکی دوبارہ وقفیت کیونکہ محقول کہ واقف کا وقت وقف بالک  
 موقوف ہونا شرط وقف ہے کہ ہمارے مذہب میں باتفاق اہل وقوف اسپر صحت  
 وقف موقوف اور وقف بعد تمام کسی کی ملک نہیں تو خود اصل واقف بھی  
 اگر دوبارہ اُسے وقف کرنا چاہے محض باطل ہوگا نہ کہ زید و عمر و بلکہ یہ حکم عام ہے خواہ  
 وقف دوبارہ جہت اخرے پر ہو یا اسی جہت اولے پر کہ علی الاول تجویل باطل ہے  
 اور علی الثانی تحصیل حاصل والکل باطل بحر الرائق وعلیگیر یہ وغیرہا میں ہے۔ اما  
 شرطہ فمنہا العقل والبلوغ ومنہا ان یکون قریبة ومنها الملك وقت الوقف و تغییر  
 علی اشتراط الملك انه لا يجوز وقف الاقطاعات ولا وقف ارض الحوز للامام <sup>ملفوظ</sup>  
 اسعاف میں ہے۔ اتفق ابو یوسف و محمد رحمہما اللہ لعلی ان الوقف یتوقف  
 جوازہ علی شرط بعضہا فی المنصرف کالملک فان الولاية علی الملح شرط الجواز  
 والولاية تستفاد بالملك اوہی نفس الملك اُسی میں ہے لو وقف ارضا قطعة  
 اياها السلطان فان كانت ملکالہ او موثا صح وان كانت من بیت المال لا یصح

وقف کر کے کہ ملک ہوتا ہے ایک بار وقف ہو کر دوبارہ  
 وقف نہیں ہو سکتا اور اگر کسی صاحب کی ادا یعنی

وقف زمین وقف میں کر لی معاملات دوسری فرض کے لیے وقف نہیں ہو سکتی  
 اور اگر کوئی صاحب کی ادا یعنی



خامساً شتھا عمارت وقف ہوگی یا تنہا زمین یا دونوں ثانی بدیہی البطلان لان الوقف  
 ایہ وقف پورے ثالث لانہ علیہ بیوقف اول کا جواز ارض غیر محکمہ میں صرف اُس  
 صورت میں ہو کہ یہ عمارت اسی کام پر وقف ہو جس پر اہل زمین کا وقف ہے ہوا بصحیح بل  
 ہوا التحقیق وبہ التوفیق تو زمین مقبرہ اور دیواریں مدرسہ بیخص و سوسہ فتاویٰ  
 علامہ خیر الدین رملی میں ہے سئل فی کرم مشتمل علی عینب و تین وارضہ وقف  
 سیدنا الخلیل علیہ و علی بنینا و سائر الاشباء افضل الصلوة و التمر السلام  
 من الملک الخلیل ادعی رجل بانہ وقف جدہ هل تسمع دعواہ اجاب لا تسمع  
 ولا تصح اذا لکوم اسم للارض والشجر وان ارید بہ الشجر فوقف الشجر علی جهة  
 غیر جهة الارض مختلف فیہ وقد قال صاحب الذخیرة وقف البناء من غیر  
 وقف الارض لم یجز ہوا بصحیح وان ارید کل من الارض والشجر فبطلانہ بدیہی  
 التصور وان ارید الارض فبدیہیة البطلان اولی اہ ملقطا اسی میں اس کے  
 متصل ہے کیف یصح للواقف وقفها علی نفسه وھی وقف الخلیل علیہ الصلوة  
 والسلام وھذا معنی قولہ فبطلانہ بدیہی التصور والمخار میں ہی الذی حرک  
 فی البحر اخذ من قول الظہیریة واما اذا وقفہ علی الجهة التي كانت البقعة  
 وقفا علیہا جاز اتفا قاتبعاً للبقعة وان قول الذخیرة لم یجز ہوا بصحیح مقصوداً  
 علی ما عد اصدرة الاتفاق وھو ما اذا كانت الارض ملکا ووقفا علی جهة اخرى  
 اھ وعلی هذا فیینح ان یستثنی من ارض الوقف ما اذا كانت معدة للاحتکاد وبہ  
 یتضح الحال ویحصل التوفیق بین الاقوال اھ ملخصاً وقد اوضحنا فیما علقنا علیہ  
 سا دس مدرسہ یا کتب خانہ جو بنا یا جائے گا جبکہ شراً وقف نہیں ہو سکتا لاجرم ملک  
 بانیان پر رہیگا اور اب یہ صراحتہ وقف میں تصرف مالکانہ اور اپنے انتفاع کے  
 لیے اُس میں عمارت بنانا ہوگا تو آفتاب کی طرح واضح کہ قاضی خاں و علمگیری

ایہاں الوبابین  
 بطریق  
 میں غیر  
 اور عینب  
 کی عمارت  
 الانفا  
 و لا تسمع  
 صاحب  
 تم و ہل  
 و فتاویٰ  
 انہ بند  
 کہ ابن القا  
 حاجت  
 اور اک  
 حقی میں  
 اصل و فر  
 صحیح میں  
 کہ ان  
 بعض بند  
 بلکہ بارہا  
 میں ہی نہیں  
 قائم علم



و محبظ کی عبارات جو مجیب دوم سلمہ نے نقل کیں کہ مقبرہ اگرچہ مندرس ہو جائے اُس  
 میں قبر کا نشان درکنار اموات کی پٹی تک نہ رہے جب بھی اُس سے انتفاع حرام  
 اور ہمیشہ اُس کے لیے حکم مقبرہ رہے گا اسی طرح فتاویٰ ظہیر بہ و خزانة المفتیین اُس  
 کی عبارات کہ مقبرة قديمة محلة لم یبق فیها آثار المقبرة لا یباح لاهل المحلة  
 الا انتفاع بها وان کان فیها حشیش یحش منها ویجوز الحشیش الی الدواب  
 ولا ترسل الدواب فیها قطعا مفید مدعا تھیں اور مجیب سوم کا یہ زعم کہ مجیب  
 صاحب نے جو روایت نقل کی ہے اُس سے بھی مدعا ثابت نہیں ہوتا محض سو  
 فہم و جہل مبین سبباً مجیب سوم کو جب فقہ میں کوئی راہ نہ ملی ناچار متون و شروح  
 و فتاویٰ مذہب سبب بالائے طاق رکھ لفظوں اصول و فروع فقہ حنفی سب سے  
 آنکھ بند کر کے شرح صحیح بخاری سے ایک روایت خارج عن المذہب پر قناعت کی  
 کہ ابن القاسم نے کہا کہ میری رائے میں جب مقبرے کے آثار مٹ جائیں اور اُس کی  
 حاجت نہ رہے تو وہاں مسجد بنا لینا جائز ہے عربی لفظوں کا ترجمہ دیکھ لیا اب یہ  
 اور اک کسے کہ یہ ابن القاسم کون ہیں کس مذہب کے عالم ہیں انکا قول مذہب  
 حنفی میں کہاں تک سنا جا سکتا ہے اور وہ بھی خاص اُن کی اپنی رائے اور وہ بھی  
 اصول و فروع مذہب کے صریح خلاف مجیب صاحب علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ الشرح جامع  
 صحیح میں صرف اقوال مذہب پر اقتصار نہیں کرنے بلکہ ائمہ اربعہ اور اُن سے بھی تجاوز  
 کر کے اُن کے تلامذہ و اصحاب و جوہ بلکہ اُن سے بھی گزر کر بعض دیگر سابق و لاحق بلکہ  
 بعض بد مذہبوں مثل داود ظاہری و ابن حزم تک کے اقوال نقل کر جاتے ہیں  
 بلکہ بارہا این و آں ہی کے قول پر قناعت فرماتے اور ائمہ مذہب کا مذہب بیان  
 میں بھی نہیں لاتے۔ جاہل کہ تراجم علامہ سے آگاہ نہیں آپ کی طرح دھوکا کھاتا ہے اور  
 خادم علم محمد اللہ تعالیٰ فزون مراتب و تفرقة مذہب کی خبر رکھتا ہے علامہ عینی

و مذکورہ صاحب کی قناعت نے علی نقوی صاحب نے مذہب کو  
 چھوڑ کر ایک عالم سے استناد



یہاں کسی کتاب فقہ کی تحریر میں نہیں یہ سننطراوی بالائی ذائد ہیں جن سے قابیل نے  
 پر اطلاع مقصود اور مذہب تو اصلاً و قرعاً کتب مذہب میں مضبوط ہو چکا ان کی ان  
 نقل کا اکثر ماہدہ رضایف ابن المنذر و ابن بطلال وغیرہما شافعیہ وغیرہم ہیں اکی عا  
 ہے کہ محل نقل میں سطریں کی سطریں بلکہ کہیں صفحے کے صفحے بلا غور بے تغیر لفظ نقل  
 فرما جاتے ہیں جس پر ان کے امام عصری امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نقل نے  
 الدرر الکامنه میں تہنیہ کی یہاں بھی صدر کلام ذکر مایستنبط منہ من الاحکام سے  
 آپ کی منقولہ حکایت تک اسی قسم کی عبارت ہے عالم تو متعدد وجہ سے پہچانے گا  
 کہ یہ کلام حنفیہ نہیں آپ نے اثنایہ دیکھا ہوتا کہ اس عبارت میں ہے الی جواز  
 بنش قبورہم للمال ذہب الکونین والشافعی واشہب بھذ الحدیث حقیقہ کا محاورہ  
 نہیں کہ اپنے ائمہ کا مذہب یوں بیان کریں کہ کونے ولے اور گئے ہیں قائل حنفی ہوتا تو  
 ذہب ائمتنا یا اصحابنا یا علماؤنا و امثال ذلک لکھتا یہ ابن القاسم واشہب دونوں  
 حضرات مالکی المذہب عالم ہیں خود امام بہام کے شاگرد اور ان کے مذہب میں اہل  
 روایت و روایت جیسے ہمارے یہاں زفر و حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہم آپ کی  
 مقدس بزرگی کہ مذہب حنفی کے صریح خلاف ایک مالکی عالم کی مرآت پر فتوے  
 دیتے اور اُسے اپنے زعم میں مذہب حنفی کی روایت سمجھ رہے ہیں حالانکہ ہمارے  
 ائمہ تو ہمارے ائمہ وہ اس مذہب کے بھی امام مجتہد سیدنا امام مالک رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ سے بھی روایت نہیں ان عالم مالکی کی اپنی رائے ہے جسے وہ فرماتے  
 ہیں لہذا بذلک بائساکاش بے مہلتی اتنی مہلت دیتی کہ آپ کو اپنی منقولہ عبارت  
 سے دوہی لفظ آگے بڑھنے دیتی تو آپ کو کیا ملتا و ذکر اصحابنا یعنی ابن القاسم  
 نے یہ کہا اور ہمارے علمائے یوں فرمایا اسی سے آپ کچھ تو چرچتے کہ یہ  
 ابن القاسم ہمارے علماء سے نہیں مگر ہاں جب نا فہمی کی ٹھہری تو آپ کو

ملکہ و دولہ حضرت کے زرار غافل المرام قرآن میں ایک جا ہیں علمائے ہائے ان دولہ مزاروں کے بیچ میں و ما قبل ہوتی ہو ہر خطیبہ۔



کیا لگتا کہ اس ذکر اصحابنا کو بھی قال ابن القاسم کے تحت میں داخل اور انھیں کے  
مقولے میں شامل مانتے ثابتاً مجیب صاحب آپ نے ناحق اس حکایت غیر مذہب  
پر قناعت کی کہ فقط بیچارے مردہ مسلمانوں کی قبر میں طلبہ اور مدرسہ کے بھنگی گھنٹی سے  
پامال کرانے کی گنجائش ملی اس ذکر اصحابنا کو کیوں نہ لیا کہ مسجدوں میں ہل چلانے  
گھوڑے گدھے باندھنے کی راہ چلتی بل ماہوا شدخ و اخنع و ہوا تخاذ موضع المسجد  
حشا و کینفا لفقہ و ذکر اصحابنا ان المسجد اذا خرب و دثر و لم یبق حوله جماعة  
و المقبرة اذا عفت و دثرت لعود ملکاکا لاریابھا قال فاذا اعدت ملکا یجوز ان  
یبنی موضع المسجد دارا و موضع المقبرة مسجد او غیر ذلک قال فاذا لم یکن  
لھا ارباب تکون لبیت المال اھ و ذلک لان الدار لادب لھا من تلك الاشیا  
مگر آپنا صرف ہوشیاری برتی اولہ جانتے تھے کہ کتب معتدہ مذہب مشہورہ منذ اولہ میں آ  
صراحتہ رد کیا اور اس کے خلاف پر شد و مد فتوے دیاتہ تنویر الابصار و در مختار  
میں ہے ولو خوب ما حولہ و استغنی عنہ یقفے مسجد اعند الامام و الثانی ابد ا  
الی قیام الساعة و بہ یفتی حاوی القدسی و بحر الرائق و رد المحتار میں ہے  
و اکثر المشایخ علیہ مجتہبی و ہوا لوجہ فتح ثانیاً یہ قول امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ  
جسے علامہ عینی نے اصحابنا کی طرف نسبت کیا خاص اُس حالت میں ہے جب  
وہ شے موقوف اُس غرض کی صلاحیت سے بالکل خارج ہو جائے جس کے لیے  
واقف نے وقف کی تھی اصلاح کسی طرح اُس کے قابل نہ رہے رد المحتار میں ہے  
ذکر فی الفتح ما معناه انه یتفرع علی الخلاف المذکور ما اذا التھدم الوقف و لیس  
لہ من الغلۃ ما یعمر بہ فیرجع الی البانی او ورنثہ عند محمد خلا فالابی یوسف  
لکن عند محمد انما یعود الی ملکہ ما خرج من الایستفاد المقصود للواقف بالکلیۃ  
یہ بات مقبرہ مذکورہ میں کیونکہ منظور کہ ہنوز تہائی میدان حسب بیان سائل

وہ گنگوہی صاحب کا تین چالیس اور ان کا الیٰ



بالکل خالی پڑا ہے ثالثاً شاید یہ بھی کچھ اندیشہ گزرا کہ اس میں مقبرے کے ساتھ مسجد کی بھی  
 خیر نہیں مبادا عوام بھڑک جائیں ان وجہ سے ذکر اصحابنا چھوڑ کر قال ابن القاسم  
 کا آسرا پکڑا مگر غافل کہ جن تین اندیشوں سے گریز فرمائی وہی تینوں یہاں بھی آپ پر  
 عائد بلکہ معشے زائد اول تو وہ سابع میں دیکھ چکے کہ خلاف مقتدی بہ ہونا دیکھنا وہ  
 سے مذہب کا کوئی قول ضعیف بھی نہیں اور ثانیوں کہ کلام ابن القاسم میں عدت  
 و دست ہو عفا و دروس نیست و نابود و نابود و نابود اوبے نشان ہونا یہ اس مقبرے پر  
 کہاں متناقض کہ سائل کہتا ہے پرانی شکستہ قبریں پائی جاتی ہیں تو ابھی نیست و نابود و نابود  
 نہ ہوا اور اس روایت بخارجہ سے بھی آپ کو کام نہ دیا اور ثالث یوں کہ جب اُن  
 کی رائے میں مجرود و تفتیش موجب اتحاد معنی و جواز اقامت بجائے یکدگر ہے تو  
 جیسے مقبرے کو مسجد کرنا دیا تو ہیں مسجد کو مقبرہ تو ہیں مسجد کو مر اور مر میں بیت الخلاء  
 فان الكل وقف من اوقاف المسلمين لا یجوز تملیکه لاحد معنی الكل علی هذا ادا  
 پھر منہ کہ صرتا سجا اور براہ مر بائی تھوڑی دیر کو ہوش میں آ کر فرمائیے کہ ابن القاسم  
 نے کہا مقبرے کو بعد بے نشانی مسجد کر دینا اور ابو القاسم محمد رسول اللہ  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسجد بنا کر حرام آچکے نزدیک یہ دونوں حکم  
 حالت واحد پر وار و جب تو آپکا ایمان ہے کہ ابن القاسم کی بات سنی جائیں اور  
 ابو القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد نہ مابین اور اگر حالت مختلف ہی تو پہلے  
 وہ فرق معین کیجئے جس پر ان دونوں احکام کا انقسام ہو گا کیا فقط نو کہن کا تفرقہ ہے  
 کہ نہی قبروں پر مسجد بنا کر حرام اور جہاں ذرا پرائی پڑیں اور اب ان پر نماز جائے  
 ہو گئی یا فقط اوپر کا نشان مٹ جانا چاہیے یا یہ ضرور ہے کہ لاشوں کے تمام اجزا  
 ساری پڑیاں بالکل خاک ہو جائیں مرنے سے جمیع اجزا ہم تراخا لیں کی طرف استحالة  
 کریں اسکے بعد وہی اول تو بد اہتہ باطل اور شاید بجلت و ہا بیت آپ کے یہاں

فہنگو ہی صاحب کی کمال بلا دست کہ احادیث صحیحہ و خصوصاً ائمہ مذہب چھوڑ کر ایسا اکی عالم کے منہ میں سے سدا لائے اسکا بھی مطلب نہ تھی۔

تو نہ کر  
 تو اس کا  
 نشان  
 بنا کر  
 کہ بنا سکے  
 واضح کر  
 کی تیس  
 محض ہو  
 ہوئی آست  
 ہل تھا  
 فضل کا  
 الغلام  
 بیت و  
 پکڑنا بھی  
 روایت خ  
 کے سوا  
 انہیں کی  
 صرف اس  
 عام حاج  
 جواب دو  
 للفرق الناس



تو شرک ہو اور ثانی بھی اسی کی مثل ہے کہ نشان بالائے قبر ہے نہ قبر کے لیے رکن و شرط  
 تو اس کا عدم و وجود یکساں معزز اس مقبرے میں یہ صورت بھی ہنوز متحقق نہ ہوئی کہ  
 نشان قبور موجود ہیں اور آپ کا حکم بے تخصیص نلتا خالی صاف مطلق ہے جو کہ مدرسہ دہلی  
 بنانا گورستان میں درست ہے اور آپ کے مقلد نے اس اطلاق کی صحیح تفسیر کی ہے  
 کہ بنا کے مدرسہ اس جگہ میں خصوصاً حصہ خالی میں درست ہے۔ اس خصوص میں عموم کو  
 واضح کر دیا لاجرم نالتا لیجے گا الب یہ آپ پر لازم تھا کہ دلیل شرعی سے اس حدت  
 کی تعیین کرتے جس میں مردوں کی ہڈی پسلی کا اصل نام و نشان نہیں رہتا سب خاک  
 محض ہو جاتے ہیں پھر ثبوت دینا تھا کہ اس مقبرے میں سب سے پہلی جو میت دفن  
 ہوئی اسے اتنی حدت مقررہ گزر چکی ان دو مرحلوں کو بغیر طے کئے حکم جواز کا دینا محض  
 جہل تھا اتنا یاد رکھیے کہ حجر و شکاسیہاں کام نہ دیکھا کہ الیقین یزول بالمشک محض و  
 نفل کا قاعدہ اجماعی ہے وجود مانع یعنی بعض اجزائے میت یقیناً معلوم تھا اب جب تک  
 ان تمام تمیغ اجزائے اموات پر یقین نہ ہو حکم حرمت و مخالفت ہی رہیگا اور آپ کے  
 لیت و لعل سے کام نہ چلے گا تو ظاہر ہوا کہ اس روایت خارجہ عند المذہب کا دامن  
 پکڑنا بھی محض سو سے فہم و بندگی وہم تھا و باللہ العصمۃ عائشہ ا۔ لطف یہ ہے کہ اس  
 روایت خارجہ میں شرط استغناء عن الدفن لگائی ہے۔ آیا اس سے یہ مراد کہ اس  
 کے سوا دوسری جگہ دفن ہو سکتا ہو جب تو یہ شرط محض نحو و عجت ہی وہ کونسا گورستان  
 ہی جس کی طرف احتیاج دفن یعنی ولادہ لا متنتہ ہو نہ ہرگز نفل و ویرانی اوقاف میں  
 صرف اس قدر ملحوظ ہوتا ہے بلکہ یہاں مطح نظر دو امر تھے ہیں ایک عدم حاجت بوجہ  
 عدم محتاجین یعنی وہاں آبادی ہی نہ رہی لوگ متفرق ہو گئے اب حاجت کسے ہو جیسے  
 جواب دوم میں علمگیری و محیط سے دربارہ مسجد و حوض گزرا کہ خوب ولا یحتاج الیہ  
 لتفرق الناس و دوسرے عدم حاجت بوجہ عدم صلوح یعنی وہ شے کسی مانع و قصور

دست بردار ہے کہ یہاں بوجہ حاجت کے معنی اور لگائی صاف ہے کہ حاجت بظاہر نہیں ہوتی۔



و نقص کے سبب اب اُس کام کی نہ رہی مثلاً زمین پر پانی نے غلبہ کیا کہ دفن کی گنجائش  
 نہ رہی فتاویٰ کبریٰ و جامع المصنوعات و ہندیہ و اسعاف و غیرہ میں ہوا امر آتہ  
 جعلت قطعة ارض لہا مقبرة و اخرجتها من یدھا و دفنت فیہا ابنہا و ذلک القطعة  
 لا تصلم للمقبرة لعلیہ الماء عندھا فیصلبھا فساد فارادت بیعہا ان کا نت  
 الارض بحال لا یرغب الناس عن دفن الموتی لقلۃ الفساد لیس لہا البیع وان کا  
 یرغب الناس عن دفن الموتی فیہا للکثرة الفساد فلہا البیع پر ظاہر کہ صورت مستفسرہ میں  
 ہرگز نہ عدم محتاجین ہے نہ عدم صلوح پھر شرط استغناکب متحقق ہوئی اور تغیر وقت  
 کی اجازت کس گھر سے ملی تو روشن ہو کہ مجیب سوم کا اس روایت خارجہ سے  
 تمسک محض تشدد الخیرین بالخشیش تھا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم حکذا  
 ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق تنبیہ یہ مجیب سوم پر نلک عشرۃ کاملہ ہیں اور  
 ان کا رد ان کے سب اتباع و اذنا ب کے رد سے معنی صحیح و کلی الصید فی جوف القرا  
 اور اذنا ب کے پاس ہی کیا سوار وایت امام زلیحی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے جسے خود مولیٰ  
 گنگوہی صاحب نے کچھ سوچ سمجھ کر چھوڑ دیا اور روایت فقہیہ نہ لکھنے کے لیے  
 بے مہلتی کا ہانا لیا۔ مجیب اول نے کھی مجیب دوم سلمہ نے جواب دیا بعض اذنا ب  
 سوم نے بے تعرض جواب پھر اسی کا اعادہ کیا مگر جناب گنگوہی صاحب چرچے کہ  
 یہاں مقبرہ وقت میں کلام ہے مجھے خاص دوسرے مکان وقفی کی اجازت نکالنی  
 مشکل پڑی ہی ہل چلا نا کھینتی کرنا کہ اس روایت امام زلیحی میں جائز ہو رہا ہو کس  
 گھر سے جائز کر سکو نگالند ہوشیارانہ اس سے عدول کیا جو اذنا ب کی سمجھ میں آیا  
 غالباً اب تو ناظرین اس روایت کا محل و محصل سمجھ لیے ہونگے۔ صاحب اس سے مقصود  
 زمین محلوک ہی یعنی اگر کسی کی ملک میں کوئی میت دفن کر دیا گیا ہو توجب وہ بالکل  
 خاک ہو جائے تاکہ کو روای کہ وہاں کھیتی کرے گھر نہائے جو چاہے کرے ان الملک مطلق

روایت امام زلیحی کی تحقیق



والمالغ زال وهذا ايضا اذا كان ذلك باذنه ولا يخفى الغضب له اخراج الميت  
 وتثوية الارض كما هي الحدیث ليس يعرف ظالم عن علامه مدقق علانی قدس سره  
 نے در مختار میں اسے ایسے نفیس سلسلے میں منسک کیا جس نے معنی مراد کو کھول دیا  
 مجیب اول نے یہ مراد وہیں سے اخذ کی مگر علامه مدقق کے اشارات تک ہر فہم  
 کی دسترس کمال در مختار میں فرمایا یہ بخروج منہ بعد اہالة التراب الا الحق ادھی  
 كان تكون الارض مخصوبة او اخذت بشفعة ويخير المالك بين اخراجه  
 ومساواته بالارض كما جاز ذرعه والبناء عليه اذا بلی وصارت ابا ذیلجی ورنہ بمقبرہ  
 وقتی میں کھیتی کرنا کسی کے نزدیک جائز نہیں ہوا یہ میں ہے فی غایة الفقہ ان  
 یقبر فیہ الموتی سنة ویزرع سنة بات یہ ہے کہ وہابیہ کی نگاہ میں مسلمان  
 بلکہ خاص مزارات اولیائے کرام علیہم الرضوان ہی کی کچھ قدر نہیں بلکہ حتی الوسع  
 ان کی توہین چاہتے ہیں اور جس حلیہ سے قابو چلے انھیں نیست و نابود پامال کرانے  
 کی فکر میں رہتے ہیں ان کے نزدیک انسان مراد و پھر ہوا جیسے وہ خود اپنی حیات میں  
 ہیں کہ لا یسمع ولا یرى ولا یعنى عندک شیاً حالانکہ شرع مطہر میں مزارات اولیاء و زان  
 عالیہ عام مقبور مسلمان حتی تکیم و ممنوع التوہین یہاں تک کہ علما فرماتے ہیں قبر پر پاؤں  
 رکھنا گناہ ہے کہ سقف قبر بھی حق میت ہے فقیہ میں امام علاقے ترجمانی سے  
 ہے یا ثر بوطع القبر ولا ن سقف القبر عن الميت حتی کہ محمد رسول اللہ  
 صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کی نعین پاک کی خاک اگر مسلمان کی قبر پر پڑ جائے  
 تمام قبر جنت کے مشاک و عنبر سے مہک اٹھے اگر مسلمان کے سینے اور موٹھ اور  
 سر اور آنکھوں پر اپنا قدم اگر رکھیں اس کی لذت و نعمت و راحت و  
 برکت میں ابدال آباد تک شہر و سر فراز رہے وہ فرماتے ہیں لا ین امشی  
 علی جمرة او سیف احب الی من ان امشی علی قبر مسلمہ بیشک چنگاری یا



تلوار پر چلنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر چلوں دو اہل ابن  
 ماجہ بسند جید عن عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہاں پہنچ کر اس  
 کی فکر ہو کہ کسی طرح مسلمانوں کی قبروں پر مکان بنیں لوگ چلیں پھر میں نقصائے  
 حاجت کریں بھنگی اپنے ٹوکڑے لیکر چلیں مع اگر ابن سبت پسند تو نصیحت با دوا  
 ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم واذ قد اخذت المسألة خطھا من البیان فلتکف  
 عنان القلم حامد بن اللہ سبحنہ و تعالیٰ علی ما علم وصلى اللہ تعالیٰ علی سیدنا  
 ومولانا محمد وآلہ وصحبہ وسلم آمین واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم وعلمہ  
 جل مجدہ انقر وعلمہ عز شانہ احکم۔

عبدالمذنب احمد رضا البریلوی

کتاب

عفی عنہ محمد بن المصطفیٰ النبی الامی  
 صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ان ہذا الواسع والسخت بالاتباع حق



محمدی سنی حنفی قادری  
 عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں

اس میں جو کچھ بیان ہے سب مطابق احکام شریعت و سلف صالحین ہر مسلمان  
 ان سب کو تمسک کریں مولف علام کو خدائے برتر جزاے خیر دے اور مقبول خاص و  
 عام کرے اور مجھ کو بھی ثواب سے محروم نہ فرمائے والصلوة والسلام علی خیر الانام وآلہ و آلہ البرکات  
 المذنب المدعو محمد عبد اللہ عفی

مسائل بالاکہ علمائے دین منین و فضلاء امت رسول مقبول تحریر و تقریر فرمودند ہم جن وراثت  
 و المذنب



و درست اندیشا کی اینہا مرد و وفاسن اند۔

بصیرت الیٰ رحمة اللطیف محمد نعیم شپاوری عفا اللہ عنہ وعن والدیہ المؤمنین المؤمنات

آمین ثم آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا و مصلیا و مسلما علی رسولہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ و اولیاء امتہ و متبعہم  
اجمین۔ جو کہ مولائے مجیب لبیب مع العقول و المنقول حلال مہانت فروع و اصول  
مولوی محمد عمر الدین صاحب المثنوی القادری جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزا نے صورت مسئلہ میں تحریر  
فرمایا ہے وہ سب حق و صواب ہی جواب لا جواب ہے پسندیدہ اولی الاباب ہے۔ حنفی  
مذہب کے مطابق قبروں کو کھود کر صفات میدان کر دینا اور اسپر مکان وغیرہ بنانا ہرگز  
درست نہیں اسکی تحقیق مولائے مجیب کے عمدہ طور سے فرمائی ہے کوئی فروگذاشت نہیں کیا  
مقروضوں کے کل اعتراض اٹھائے ہیں منکروں کے سبب خدشات دفع کر دیے ہیں  
پھر تحریر تہ تم تنویر فاضل کامل عالم عامل محقق علوم عقلیہ مدقق فتون نقلیہ قانع اصول  
بند عین قانع اوہام بخر میں عامی سنن ہامی فتن مجد دانتہ حاضرہ صاحب محبت قاہرہ  
مولانا الحاج احمد رضا خاں صاحب اہام اللہ تعالیٰ فیضنا تم کی تو منکروں پر بجلی سی  
کڑک پڑی رشید گنگوہی کی تحریر پرتو پیر کے خوب پرچھے اڑائے۔ ایسا امر کوئی فروگذاشت  
نہ ہوا کہ جس کے لکھنے کی کسی کو تکلیف ہو پس فقیر نے طول وینا مناسب نہ سمجھا۔ لہذا  
اختصار سے کام لیا گیا۔ ان فتویوں کا انکار بجز فرقہ بندیہ و ہا بیہ اسماعیلیہ ہند یہ  
اسحاقیہ رشیدیہ گنگوہیہ شیطانہ خذلہم اللہ تعالیٰ فی الدنیا و الآخرة کے کوئی نہ کریگا اہ سنت  
و جماعت کو ان و جاہلہ ضلالت کبیش و ابالہ بطالت اندیش کی صحبت پر بہر  
کرنا لازم ہے۔ اور سلام و کلام قطع کرنا واجب ہے و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب و الیہ المرجع  
والمآب۔ حرورہ الراجی الی لطف ربہ العزیز عبد البنی الامی السبیل مجید دشاہ



القادرى الحنفى تجاوز الله تعالى عن ذنبه الجبلى والحنفى وحفظ عن موجبات  
الكى والغنى بجرمة النبى الهاشمى صلى الله تعالى عليه وعلى آله وصحبه و  
متوطن كچه بوج المعروف به بپر بھر والا نزل بمبى -

عبد النبى الامى الحنفى  
سيد شاه قاورى

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذى رزق الانسان علما وسمعا وبصرا فى الحياة وبعد الممات فالموثق  
يعرفون الزوار ويسمعون الاصوات والصدارة والسلا ملائمان الاملاكون على  
من هدنا الى الصراط المستقيم ووقانا بها من نار الجحيم التى اعدت للكافرين  
والماردين من النباشرة والملكذ بين لرب العالمين والمفضلين للشيطان  
اللعين على عالم علم الاولين والاخرين صلى الله تعالى عليه وعلى آله وصحبه  
وابنه جز به اجمعين وعلينا بهم يا رحمن الرحيم وتجد فلما رأيت جواب  
ناصر الدين المتين مولانا المولى محمد عمر الدين وجدته مراخفا للسنة دافعا  
للقتنة ونظرت محذرا المولى رشيد احمد الكنگوهى فاهو الاضلل مبين  
وهناك لحرمة المومنين وما رده عليه خاتم المحققين عمدة المدققين  
عالم اهل السنة محمد المائة الحاضرة سيدى ومرشدى وكبرى وذخرى  
ليومى وغدى مولانا المولى محمد احمد رضا خان ابداء الله الواهب  
بالفيض والمواهب فلا اجد لسا فالثناء عليه غير ان اقول لا شك انه  
الصدق الصالح والحق الفراح فجزاهم الله خيرا الجزاء عن الاسلام والمسلمين  
سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه وسلم والله تعالى اعلم بالصواب وعندة  
ام الكتاب قاله بغمه ورقه بقله محمد المدعو بظفر الدين المجدى السنى



المختفی القادری البرکاتی الرضوی  
المجدی البھاری العظیم ابادی

تھری سنی حنفی قاور  
ابوالبرکات محمد ظفر الدین

# سبب الاصفیاء فی حکم الذبح للملاویا

۱۳ ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ در رد قول بعض معاصرتین ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۱۵ھ نیز از لشکر گوایار  
ڈاک دربار بچواب سوال مولوی نور الدین صاحب اوائل ذی القعدہ ۱۳۱۵ھ  
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ زید نے ایک بکر امیال کا اور عروسہ ایک گائے  
چھل تن کی اور مرغ مار کا پالا اور پال کر ان کو با تکبیر ذبح کیا یا کرایا یا اسکا کھانا مسلمانوں کو  
عند الشرع جائز ہے یا نہیں۔ بنیو التوجروا۔

الجواد

حامد اللہ ومصليا ومسلما علی خبیبتک والہیبا وھا اللھم ھدایتہ الحق والھنوا

اقول وباللہ التوفیق عن اس مسئلہ میں یہ ہے کہ حالت و حرمت ذبح میں حال قول و نیت ذبح کا  
اعتبار ہے نہ مالک کا مثلاً مسلمان کا جانور کوئی مجوسی ذبح کرے تو حرام ہو گیا اگرچہ مالک مسلم تھا اور مجوسی کا  
جانور مسلمان ذبح کرے تو حلال اگرچہ مالک مشرک تھا یا زید کا جانور عجمی ذبح کرے اور قصد تکبیر نہ کرے  
حرام ہو گیا اگرچہ مالک برابر کھڑا سو بار بسم اللہ اللہ اکبر کہتا رہے اور ذبح تکبیر سے ذبح کرے تو  
حلال اگرچہ مالک ایک بار بھی نہ کہے ذبح کلمہ گوئے غیر خدا کی عبادت و تعظیم مخصوص کی نیت سے  
ذبح کیا تو حرام ہو گیا اگرچہ مالک کی نیت خاص اللہ عزوجل کے لیے ذبح کی تھی تو یہیں  
ذبح نے خاص اللہ عزوجل کے لیے ذبح کیا تو حلال اگرچہ مالک کی نیت کسی کے واسطے تھی

ذبح حالت و حرمت ذبح میں صورت حال و قصد ذبح کا اعتبار ہے







در کنار نام کوکرا بہت ہی نہیں آتی تو حضرت مدار کے مرغ حضرت احمد کبریٰ کی گائے فلاں کی بکری کہنے  
 سے یہ خدا کے حلال کیے ہو جائو کیوں جتنے ہی مردار اور سویر ہو گئے کہ کسی صورت حلال نہیں ہو سکتے یہ شرع  
 مطہر سچت جہارت ہی خود حضور پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان احب الصیام اللہ  
 تعالیٰ صیام داود و احب الصلوة الی اللہ عن جمل صلوة داود بیشاک سب روزوں میں  
 پیار سے اللہ تعالیٰ کو داود کے روزے ہیں اور سب نمازوں میں پیاری داود کی نماز علیہ الصلوة والسلام  
 رواہ الاثمہ احمد والسننہ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما الا الترمذی فعندہ فضل الصیام  
 و حدیثا علم فرماتے ہیں سب نمازوں میں صلوة الوالدین یعنی ماں باپ کی نماز ہی فی رد المحتار عن ابی  
 اہم جمل عن شراعیۃ الاسلام من المذنبات و بات صلوة التوبہ و صلوة الوالدین سب اللہ  
 داود علیہ الصلوة والسلام کی نماز داود کے روزے ماں باپ کی نماز کتنا صواب پڑھا ثواب اور  
 جانور کی اصناف و سخت آفت کہ قائلین کفار جانا روز نماز کیا ذبح نماز روز سے بڑھ کر عبادت  
 خدا ہی یا اس میں شرک حرام ان میں روای خود اصناف ذبح کافرق سفینہ رسول اللہ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ من ذبح بعیر اللہ خدا کی لعنت ہو اس پر جو غیر خدا کے لیے ذبح  
 کرے رواہ مسند والنسائی عن امیر المؤمنین علی و نحوه احمد عن ابن عباس رضی اللہ عنہم  
 دوسری حدیث میں ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من ذبح بضمیفہ ذبیحۃ  
 کانت ذنبا من النار جو اپنے مہمان کے لیے جانور ذبح کرے وہ ذبیحہ اسکا فدیہ ہو جائے آتش و ذبح  
 سے رواہ المحاکفی تاجیحد عن جابون عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو معلوم ہوا کہ ذبیحہ یا  
 غیر کی نیت اور اس کی طرف نسبت مطلقا کفر کیا حرام بھی نہیں بلکہ موجب ثواب ہی تو ایک  
 حکم عام کفر و حرام کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ولہذا علما فرماتے ہیں مطلقا نیت غیر کو موجب حرمت  
 جاننے والا سخت جاہل اور قرآن و حدیث و عقل کا مخالف ہی آخر قصاب کی نیت تحصیل  
 نفع وینا اور ذبح شادی کا مقصود و برات کو کھا نا دینا ہے نیت غیر تو یہ بھی ہوئی کیا یہ  
 سب ذبیحہ حرام ہو جائیں گے یو ہیں مہمان کے واسطے ذبح کرنا درست و جاہل ہی کہ مہمان کا اکرام

ذبح خاص ذبیحہ میں غیر خدا کی حرمت اصناف

کا صحیح نیت سے ہوتا ہے



عین کرام خدا ہے در مختار میں ہے لودجہ للضعیف لا یحرم لانه سنة الخلیل واکرام الضعیف اکرام  
 الله تعالیٰ رد المحتار میں ہے قال البرزازی ومن ظن انه لا یجلی لانه ذبح لاکرام ابن آدم فیکون  
 اهل به لعیبر الله تعالیٰ فقد خالف القران والحديث والعقل فانه لا ریب ان القصاب  
 ینذبح الربیع ولیدل علیه انه یجس لا ینذبح فیلزم هذا الجاهل ان لا یاکل ما ذبحه القصاب  
 وما ذبحه لولاءه ثم ذبحه لاکرام الله والعقبة ویکون علمائے کرام صراحتہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مطلقاً  
 نیت و نسبت غیر کو موجب حرمت جانتا اور ما اهل به لعیبر الله میں داخل ماننا نہ ضرورتاً  
 بلکہ جنون و دیوانگی اور شرع و عقل دونوں سے بیگانگی ہے جو جب نفع و نیا کی نیت محل نہ ہوئی تو قاتل  
 و ایصال ثواب میں کیا زہر مل گیا اور جب اکرام ہمان عین اکرام خدا اظہر انوار اکرام اولیا پیر  
 اولیٰ ان اگر کوئی جاہل اہل یہ نسبت و احسانت بقصد عبادت غیر ہی کرتا ہو تو اس کے  
 کفر میں شک نہیں پھر بھی اگر ذرا بخ اس نیت سے بری ہو تو جانور حلال ہو جائیگا کہ نیت غیر  
 اس پر اثر نہیں الہی کما حققنا انفاً لک جبکہ ہم حدیثاً و فقہاً و دلائل قاہرہ سے ثابت کر چکے کہ اصناف  
 میں عبادت ہی میں منحصر نہیں تو صرف اس بنا پر حکم کفر محض جہالت و جرات و حرام قطعی اور  
 مسلمانوں پر ناحق بدگمانی ہی تم سے کس نے کہہ دیا کہ وہ آدمیوں کا جانور کہنے سے عبادت آدمیان کا  
 ارادہ کرنے اور انھیں اپنا معبود و خدا بنانا چاہتے ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا اجنبوا کثیراً  
 من النطن ان بعض النطن النماے ایمان والوہبتے گمانوں سے بچو بیشک کچھ گمان گناہ ہیں اور  
 فرماتا ہے ولا تغف ما لیس لک به علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسکونہ  
 بے یقین بات کے پیچھے نہ پڑ بیشک کان آنکھ اور دل سب سے سوال ہونا ہی رسول اللہ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایا کم والنطن فان النطن الذنب الحدیث گمان سے بچو کہ گمان  
 سب سے بڑھ کر جوئی راستہ ہے رواہ الائمة مالک والشیخان والیوادود والترمذی عن ابی  
 ہریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افلا شققت عن قلبہ  
 حتی نقلم اقلہام کا تو نے اسکا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا کہ دل کے عقیدے پر اطلاع پانا رواہ مسند

فہم غفنا کے کرام زمانے ہیں جو عطفاً نسبت فرماتے ہیں کرام  
 دیرانہ ہی اور قرآن و حدیث کا مخالف

فہم مسلمانوں پر بدگمانی  
 سختی شدہ حرام ہے

عن  
 عنہ  
 قلہ  
 و  
 ہم  
 ای  
 برو  
 یہاں  
 خلا  
 ہوگا  
 نہ  
 فتا  
 قال  
 صل  
 تعالیٰ  
 فلا  
 حکم  
 ان  
 سلم  
 بان  
 اللہ



عن اسامة بن زيد رضي الله تعالى عنها امام عارف بالله سيد احمد زروق رضي الله تعالى  
عنه فرماتے ہیں انما يشترط الظن الخبيث عن القلب الخبيث بدمان خبيث هي دل سے پیدا ہوتا  
فقد سیدی عبد الغنی النابلسی فی شرح الطریفة المحمدیة وتمداتہ و تفرعہ و شرح وہبانیہ  
و در مختار و غیرہ میں ارشاد فرمایا انما لا نسئ الظن بالمسلم انه يتقرب الى الاذى بهذا الخبر  
ہم مسلمان پر بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس فرج سے آدمی کی طرف تقرب چاہتا ہو و در مختار میں جو  
ای علی وجہ العبادۃ لا ذمہ الملکف و هذا البعد من حال المسلم یعنی اس تقرب سے تقرب  
پر وجہ عبادت مراد ہے کہ اسی میں کفر ہے اور اسکا خیال مسلمان کے حال سے دور ہی بلکہ علما تو  
یہاں تک تصریح فرماتے ہیں کہ اگر خود فرج خاص وقت فرج تکبیر میں یوں کہے بسم اللہ بنام  
خدائے بنام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو یہ کہنا مکروہ تو بیشک ہو مگر کفر کیسا جانور حرام بھی  
ہوگا جبکہ اس لفظ سے اُس کی نیت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صرف تعظیم ہو  
نہ معاذ اللہ حضور کو رب عزوجل کے ساتھ شریک کرنا امام اجل فقیہ النفس قاضی خاں اپنے  
فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں بجل صحیح و ذبح و قال بسم الله بنام خدائے بنام محمد علیہ السلام  
قال الشيخ الامام ابو بكر محمد بن الفضل رحمه الله تعالى ان اداء الرجل بذكر اسم النبي  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تعظیہ و تعظیہ جاز و لا باس وان اراد به الشركه مع الله  
تعالی لا تحل الذبیحة بلکہ اس سے بھی زائد خاص صورت عطف میں مثلاً بنام خدا و بنام  
فلان جس سے صاف معنی شرکت ظاہر ہے اگرچہ مذہب صحیح حرمت جانور ہے مگر  
حکم کفر نہیں دیتے کہ وہ امر باطنی ہے کیا معلوم کہ اُس کی نیت کیا ہے در مختار میں ہے  
ان عطف حرمت نحو باسم الله و اسم فلاں ردو المختار میں ہو هو الصحیح و قال ابن  
سلیة لا تصیر میتة لا محال و صارت میتة یصیر الرجل کافر اذا تبتة قلت تمنع الملامة  
بان الکفر امر باطنی و الحکمہ یہ صعب فیفرق کذا فی شرح المقدمی شرح بنیہ  
اللہ کہ خود فرج خاص تکبیر فرج میں نام خدا کے ساتھ نام غیر ملا کر پکارے اور کافر نہیں

و فرج سے غیر خدا کی طرف ہی تقرب موجب کفر ہے

بسم اللہ و غیرہ

و فرج سے غیر خدا کی طرف ہی تقرب موجب کفر ہے

بنام خدا بنام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانور حلال ہے



فما نصین کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے  
اور اس کا رد

معنی شُرک کا ارادہ نہ کر کے بلکہ یہ حرف عطف بنام خدا بنام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کہے اور اس نام پاک کے لینے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہی چاہے حضور کی عظمت  
ہی کے لیے خاص وقت فرج بنام خدا کے ساتھ بنام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے توجا نور میں  
اصلاح مست و کراہت بھی نہیں مگر پیش از فرج اگر کسی نے یوں پکار دیا کہ فلاں کا بکرا  
فلاں کی گائے تو پکارنے والا مشرک اور اس کے ساتھ یہ لفظ موخہ سے نکلنے ہی جانور  
کی بھی کایا پلٹ ہو کر فوراً بکری سے کتا گائے سے سوئے اگرچہ وہ منادی غیر فرج ہو اگرچہ ابھی  
نہ وقت فرج نہ دم تکبیر معاذ اللہ وہ لفظ کیا تھے جادو کے پتھر تھے کہ چھو کر تے ہی جانور کی  
ماہیت بدل گئی ایسے زبردستی کے احکام شرع مطہر سے بالکل بیگانہ ہیں بڑی دلیل اکتے قصد عباد  
غیر معنی شُرک پر یہ پیش کی جاتی ہے کہ اس فرج کے بدلے گوشت خرید کر صدق کرنا ان کے  
نزدیک کافی نہیں ہوتا تو معلوم ہو کہ ایصال ثواب مقصود نہیں بلکہ خاص فرج للذکر شُرک سے  
مراد ہے اگرچہ وہ صفا کہہ رہے ہیں کہ ہمارا مطلب صرف ایصال ثواب ہی ہے اقول اس سے صرف  
اتنا ثابت ہو کہ خاص فرج مراد ہے فرج للذکر کہاں سے نکلا کیا ثواب فرج کوئی چیز نہیں یا  
گوشت دینے میں وہ بھی حاصل ہو جاتا ہے عتاد یہ میں یہ التخصیة فیہا افضل من التصدق  
تمن الاخصیة لان فیہا جماد بین التقرب یا راقۃ الدم والتصدق والجمع بین القربین  
افضل اھم مخلصا معہذا عوام ایسی اشیا میں مطلقاً تبدیل پر راضی نہیں ہوتے مثلاً جو آٹے  
کی چکی روزانہ اپنے گھر کے خرچ سے نکالتے اور ہر ماہ اسے پکا کر حضور پر نور صیدنا غوث اعظم  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز دلا کر محتاج کو کھلاتے ہیں اگر ان سے کہیں کہ یہ آٹا جو جمع ہوا ہے اپنے  
خرچ میں لائیے اور اس کے عوض اور پکائیے کبھی نہ مابین گے حالانکہ آٹے میں کوئی خرچ کا محل نہیں  
اور فرج میں بھی اگر اس جانور کے بدلے دوسرا جانور دیکھے ہرگز نہ لیں گے حالانکہ ادا کے فرج میں  
دونوں ایک سے تو اسکا کافی نہ سمجھنا اسی خیال تعین میں تخصیص کی بنا پر ہر زمانہ اللہ اس  
تو ہم باطل بخصو صاً جبکہ وہ پچار سے صراحت کہہ رہے ہیں کہ حاشا اللہ ہم عبادت غیر نہیں چاہتے

میں جو ہر شے کی نیت کرتی ہو  
انے ہر شے کا پلٹ نہیں

پاک  
صرف  
خیال  
تو نہیں  
اور اس کا  
میں  
تو نہیں  
اسی  
اس  
ان کا  
ان کا  
الحق  
ہو کہ  
عام  
درد  
کو مراد  
کہ اس  
صرف  
کسی  
۳۱  
دی اور



صرف ایصال ثواب منقصود ہی اور اگر انصاف کیجئے تو دوبارہ عدم تبدیل اُن کا وہ خیال بے اصل بھی نہیں اگرچہ انھوں نے اُس میں تشدد و زیادہ سمجھ لیا ہو جن چیزوں پر نسبت قربت کر لی گئی شیخ مطہر بھی بلا وجہ اُٹکا بدلنا پس نہ نہیں فرماتی لہٰذا سبباً اذاکان الذمیل الی المناقص کا مٹھنا وکل ذلک ظاہر جدا اولمنا عنی اگر قربانی کیلئے جان و خیرت اہل اس معین کی نذر نہ ہو تو جانور متعین نہیں ہو جاتا اُسے اختیار ہی کہ اس کے بدلے دوسرا جانور قربانی کرے پھر بھی بدلنا مکروہ ہے کہ جب اُس پر قربت کی نسبت کر لی تو بلا وجہ تبدیل نہ چاہا ہر ایہ میں ہے بالشرع للتعویض لا یمنع الیوم اُسی میں ہے ویکذک ان یدال دہا غیر دہا اسی طرح بتیین اختلف وغیرہ میں ہے بالجملہ مسلمانوں پر بدگمانی حرام اور حتی الامکان اُس کے قول و فعل کو وجہ صحیح پر عمل واجب اور یہاں ارادہ قلب پر بے تفریح قائل حکم لگانے کی اصلاح راہ نہیں اور حکم بھی کیسا کفر و شرک کا جس میں اعلیٰ درجہ کی احتیاط فرض یہاں تاک کہ ضعیف سا ضعیف احتمال بچاؤ کا نکلتا ہو تو اسی پر اعتماد لازم نہ کہ حق کل ذلک لا یجوز المحققون فی تضایفہم الجلیلة اگر بالفرض بعض کو دل احمقوں پر بہ ثبوت شرعی ثابت بھی ہو کہ اُن کا مقصود معاذ اللہ عبادت غیر ہے تو حکم کفر صرف انھیں پر صحیح ہو گا اعلیٰ سبب عام لگا دینا اور باقی لوگوں کی بھی یہی نسبت سمجھ لینا محض باطل ہی قال اللہ تعالیٰ لا تزدوا ذر ذر اخوی پس عن یہ ہے کہ نہ مطلقاً اس نام پکارنے پر حکم شرک صحیح نہ اس کی وجہ سے جانور کو مردار مان لینا درست بلکہ حکم شرک کے لیے قائل کی نسبت پوچھیں گے اگر اقرار کرے کہ اُس کی مراد عبادت غیر ہے تو بیشک شرک کہیں گے ورنہ ہرگز نہیں اور حکم حرمت میں صرف قول و فعل و نیت ذبح خاص وقت ذبح پر مدار رکھیں گے اگر مالک خواہ غیر مالک کسی کلمہ گوئے معاذ اللہ اُسی نسبت شرک کے ساتھ ذبح کیا تو بیشک حرام کہ وہ اس نیت سے مرتد ہو گیا اور مرتد کا ذبح نہ نہیں اور اگر اللہ عزوجل کیلئے جان دی اور قصد اُکبیر شرک نہ کی تو بیشک حلال اگرچہ اس پر باعث ایصال ثواب اُکرام

فہذا اس مسئلہ میں احکام کا خلاصہ



اولیٰ یا نفع دینا وغیرہ یا مقاصد ہوں اگرچہ مالک غیر ذبح کی نیت معاذ اللہ وہی عبادت غیر ہو  
 اگرچہ پیش از ذبح یا غیر ذبح نے وقت ذبح کسی کا نام پکارا ہو اور مالک سے وہ نیت ناپاک  
 ثابت ہونا بھی ذبح پر کچھ موثر نہیں جہتک خود اُس سے بھی اسی نیت پر جان دینا ثابت  
 ہو کہ جب اُس سے وہ نیت ثابت نہیں اور مسلمان اپنے رب عزوجل کا نام لیکر ذبح کرنا  
 ہے تو اُس پر بدگمانی حرام و ناروا ہے اور ہاں تم تراشیدہ پر مسلمان کو معاذ اللہ تکلیف  
 کفر سمجھنا حلال خدا کو حرام کہہ دینا نام الہی عزوجل جو وقت تکبیر لیا گیا باطل و بے اثر ٹھہرانا کفر  
 وجہ سخت نہیں رکھتا اللہ عزوجل فرماتا ہے وما لکم ان لا تأکلوا مما ذکر اسم الله علیہ  
 مخضین کیا ہلکہ نہ کھاؤ اُس جانور سے جس کے ذبح میں اللہ کا نام یاد کیا گیا، امام  
 فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں انما کلفنا بالظاہر لا بالباطن فاذا ذبحہ علی  
 اسم الله وجب ان یجمل ولا سبیل لنا الی الباطن یعنی ہمیں شرع مطہر نے ظاہر پر  
 عمل کا حکم فرمایا ہے باطن کی تکلیف نہ دی جب اُس نے اللہ عزوجل کا نام پاک  
 لے کر ذبح کیا جانور کا حلال ہو جانا واجب ہو کہ دل کا ارادہ جان لینے کی طرف  
 ہمیں کوئی راہ نہیں، یہ چند نفیس و جلیل فائدے حفظ کے قابل ہیں کہ بہت  
 بنائے زماں ان میں سخت خطا کرتے ہیں وباللہ العصمة والتوفیق وبہ الوصول  
 الی التحقیق واللہ وسبحنہ اعلم وعلہ جل مجدہ الترواحکم۔

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

کہ

عفی عنہ محمد المصطفیٰ النبی الامی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادر

عبد المصطفیٰ احمد خاں



